مواعظِ اختر نمبر ۵۸

اولاد کو دین نہ سکھانے کا وبال



شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ادارۃ تالیفاتِ اختریہ
hazratmeersahib.com

ضروری تفصیل

نامِ وعظ: اولاد کو دین نہ سکھانے کا وبال

نامِ واعظ: شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدّدِ زمانہ
حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ

تاریخِ وعظ: شب ۲۷؍رمضان المبارک ۱۴۰۴؁ھ مطابق ۲۷؍جون ۱۹۸۴؁ء
بروز بدھ رات ۱۲ بجے سے ڈھائی بجے تک

مقام: ریاض مسجد، ہل پارک، کراچی

موضوع: اولاد کو دیندار بنانا اور لیلۃ القدر کی فضیلت پر علومِ خاصّہ

مرتب: حضرت اقدس سید عشرت جمیل میرؔ صاحب رحمۃ اللہ علیہ
خادمِ خاص وخلیفہ مجازِ بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ

اشاعت اوّل: ۱۲ محرم ۱۴۳۶؁ھ مطابق ۵ نومبر ۲۰۱۴؁ء

اشاعت دوم: رمضان المبارک ۱۴۳۷؁ھ مطابق جون ۲۰۱۶؁ء

ناشر: ادارہ تالیفاتِ اختریہ

بی ۳۸، سندھ بلوچ ہاؤسنگ سوسائٹی، گلستانِ جوہر بلاک نمبر ۱۲ کراچی



فہرست

عنوانات | صفحہ نمبر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اولاد کو دین نہ سکھانے کا وبال

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

تَبٰرَکَ الَّذِیْ بِیَدِہِ الْمُلْکُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرُ ○ الَّذِیْ خَلَقَ

الْمَوْتَ وَالْحَیٰوۃَ لِیَبْلُوَکُمْ اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ط وَھُوَ الْعَزِیْزُ الْغَفُوْرُ ○

(سورۃ الملك، آیة ۱، ۲)

معزز سامعین کرام! آپ حضرات کے سامنے اس وقت میں نے جس آیت کی تلاوت کی ہے اس آیت کے مضمون میں اللہ تعالیٰ نے ہماری پیدائش و تخلیق کا مقصد بیان فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں تَبٰرَکَ الَّذِیْ بِیَدِہِ الْمُلْکُ مبارک ہے وہ ذات جس کے قبضہ میں سارا جہان ہے اور وہ ہر شے پر قادر ہے، خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوۃَ اسی نے موت اور زندگی کو پیدا فرمایا ہے۔ اور موت اور زندگی کو کیوں پیدا فرمایا ہے آگے اس کی وجہ بیان کی ہے لِیَبْلُوَکُمْ اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا تاکہ تمہاری آزمائش کرے کہ تم میں سے کون اچھے عمل کرتا ہے۔

حیات پر موت کی تقدیم کی وجہ

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں موت کو مقدم فرمایا اور زندگی کو مؤخر بیان کیا حالانکہ زندگی پہلے ملتی ہے، موت بعد میں آتی ہے۔ جب میرے شیخ و مرشد مولانا شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت کی تفسیر پڑھائی تو مجھ سے فرمایا کہ اختر میاں! جانتے ہو پہلے تو زندگی عطا ہوتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ یہاں موت کو پہلے بیان فرما رہے ہیں، موت کو پہلے کیوں بیان کیا؟ حالانکہ پہلے زندگی عطا

ہوتی ہے، پہلے انسان پیدا ہوتا ہے، موت تو بعد میں آتی ہے، لہٰذا یہاں خَلَقَ الْحَیٰوۃَ وَالْمَوْتَ ہونا چاہیے تھا۔ تو اس میں کیا راز ہے؟ پھر خود ہی فرمایا کہ اس میں یہ راز ہے کہ جس زندگی کے سامنے اپنی موت ہوگی وہ زندگی اپنے خالق کے ساتھ وابستہ رہے گی اور پردیس کی رنگینیوں کے جال میں نہ آسکے گی اور وطن کی حیات کو برباد نہ کرسکے گی، جو شخص اپنی موت کو سامنے رکھے گا حقیقت میں اس کی زندگی زندگی ہوگی ورنہ وہ زندہ رہتے ہوئے مُردوں سے بدتر ہوگا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے زندگی سے پہلے موت کو بیان فرمایا کہ اگر تم نے موت کو فراموش کردیا، موت کو بھول گئے تو تمہاری زندگی زندگی کہنے کے قابل نہیں ہے، زندگی جب زندگی ہوگی جب سامنے موت ہوگی۔

زندگی کا ویزا ناقابلِ توسیع اور نا معلوم المیعاد ہے

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے حجرہ میں دو شعر لکھ کر لگوائے تھے اور اس کو روزانہ پڑھا کرتے تھے، اتنے بڑے حکیم الامت مجدد الملت جن کی ڈیڑھ ہزار تصانیف ہیں مگر وہ بھی تھانہ بھون میں اپنے حجرہ کے اندر اپنی نصیحت کے لئے یہ دو شعر لکھوا کر ان کو روزانہ ملاحظہ فرماتے تھے، وہ دو شعر یہ ہیں ۔

رہ کے دنیا میں بشر کو نہیں زیبا غفلت
موت کا دھیان بھی لازم ہے کہ ہر آن رہے
جو بشر آتا ہے دنیا میں یہ کہتی ہے قضا
میں بھی پیچھے چلی آتی ہوں ذرا دھیان رہے

ابھی چند دن ہوئے میں نے اسی مسجد میں جنازہ کی نماز کی امامت کی ہے، مرحوم بے چارہ کو کیا خبر تھی کہ وہ رمضان کی یہ ستائیسویں شب نہ پاسکے گا۔ کسی کو اپنی موت کی کچھ خبر نہیں ۔

نہ جانے بلالے پیا کس گھڑی
تو رہ جائے تکتی کھڑی کی کھڑی

ہم جو اپنی حیات کا ویزا لے کر آئے ہیں یہ نا معلوم المیعاد اور نا قابلِ توسیع ہے، ہر شخص کی زندگی کا ویزا دو خاصیت رکھتا ہے، نا معلوم المیعاد ہے اور نا قابلِ توسیع ہے۔ دنیا میں اگر آدمی کسی دوسرے ملک جاتا ہے تو اسے اپنے ویزے کی مدت معلوم ہوتی ہے کہ دو ماہ کا ویزا ملا ہے یا چار ماہ کا تو دنیا کا ویزا معلوم المیعاد ہوتا ہے اور قابلِ توسیع بھی ہوتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے جو حیات دی ہے اس کا ویزا نا معلوم المیعاد اور نا قابلِ توسیع ہے۔

فرصت نہ نکالو گے تو فرصت نہ ملے گی

لوگ کہتے ہیں کہ ارے صاحب! ابھی تو میں جوان ہوں، ابھی ذرا کاروبار میں لگا ہوا ہوں، ابھی تو مکان بنوا رہا ہوں، ابھی تو بیٹی کی شادی کی فکر ہے، یہ کام ہو جائے تو نمازی بنوں گا، یہ کام ہو جائے تو اللہ والا بنوں گا، فلاں فکر سے فرصت مل جائے گی تو میں بالکل ہی فقیری لے لوں گا، درویش بن جاؤں گا، اللہ والا بن جاؤں گا۔ جو لوگ آج اور کل لگا رہے ہیں سخت دھوکے میں ہیں، جو آج اور کل کرتا ہے یہ شخص اپنے کو نہایت دھوکہ میں ڈالے ہوئے ہے حالانکہ اس کی مشکل کو آسان بنانے والا بھی اللہ ہی ہے، اگر یہ خدائے تعالیٰ کو اس مشکل میں یاد کرنا شروع کر دیتا تو اس کی مشکل آسان ہو جاتی مگر یہ انتہائی نادان ہے کہ اپنے مشکل کشا کو یعنی مشکل دور کرنے والے اللہ کو بھولا ہوا ہے اور کہتا ہے کہ یہ کام ہو جائے تو اللہ کا نام لوں گا، وہ کام ہو جائے پھر اللہ کا نام لوں گا جبکہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ فرماتے ہیں کہ جس وقت میں تم کو طلب کروں گا یعنی موت دوں گا، اس وقت تم گڑگڑا گڑگڑا کر مجھ سے مانگو گے کہ:

﴿رَبِّ لَوْلَآ اَخَّرْتَنِيْٓ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۙ فَاَصَّدَّقَ وَاَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ﴾

(سورۃ المنٰفقون: آیۃ ۱۰)

میرے رب مجھے تھوڑی سی مہلت دے دیجئے۔ حالانکہ انسان کو ساٹھ ساٹھ برس کی مہلتیں مل رہی ہیں، اس مجمع میں کوئی چالیس برس کا ہے، کوئی پچاس سال کا ہے، کوئی سو سال کا ہے، تو انسان کو کتنے برسوں کی مہلت مل رہی ہے۔

تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جس وقت میں اپنا وارنٹ گرفتاری بھیجتا ہوں اور پردیس سے وطن کی طرف بلانے کا میرا دعوت نامہ آتا ہے تو جو لوگ اپنی زندگی غفلت میں گزارتے ہیں، ٹی وی اور وی سی آر کے چکر میں، حسینوں کے چکر میں رہتے ہیں، ڈائجسٹ کے افسانوں سے دل بہلاتے ہیں، ایسے وقت وہ ایک لمحہ کی مہلت بھی مانگیں گے کہ میں خیرات کرتا اور نیک بن جاتا تو ہرگز مہلت نہیں دوں گا۔ آج کل لوگ ریڈیو پر گانے سنتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس سے ٹائم مزے سے پاس ہوتا ہے۔ ارے! ٹائم فیل ہو رہا ہے، پاس کہاں ہو رہا ہے؟

مؤمن کی زندگی کے سب سے منحوس لمحات

اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں مؤمن کی جو گھڑی گذرتی ہے مؤمن کے لئے وہ گھڑی بہت منحوس گھڑی ہے، مؤمن کے لئے دنیا میں کوئی مصیبت نہیں ہے سوائے معصیت کے، جس گھڑی میں وہ نافرمانی میں مبتلا ہوتا ہے مؤمن کے لئے وہ گھڑی منحوس ہوتی ہے کیونکہ مصیبت پر تو اسے اجر ملے گا، اس کے درجات بلند ہوں گے، اس کے گناہ معاف ہوں گے لیکن معصیت پر کون سا درجہ بلند ہو گا؟ معصیت پر کتنا اجر ملے گا؟ ہر معصیت اللہ کے غضب کی دعوت دیتی ہے۔ اس لئے بزرگوں نے یہی فرمایا کہ مؤمن کے لئے کوئی مصیبت مصیبت نہیں ہے، مؤمن کی اصل مصیبت اللہ کی نافرمانی کرنا ہے۔

حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مؤمن کی جو گھڑی نافرمانی میں گذرتی ہے وہ گھڑی سب سے منحوس ہوتی ہے۔ اسی لئے اللہ والے یہ تعلیم دیتے ہیں کہ جب پناہ مانگو تو خالی مصیبت سے پناہ نہ مانگو بلکہ یہ کہو کہ اے اللہ! ہر مصیبت سے بچا، ہر معصیت سے بچا۔ کیونکہ اصل میں عافیت میں وہی شخص ہے جو اللہ کی نافرمانی سے بچتا ہو، ایک شخص مصیبت سے بچا ہوا ہے لیکن معصیت میں مبتلا ہے، کیا یہ معمولی مصیبت ہے؟ کیونکہ مصیبت پر تو اسے اجر مل رہا ہے، درجات بلند ہورہے ہیں، گناہ معاف ہورہے ہیں، لیکن جو نافرمانی میں مبتلا ہے اس سے بڑھ کر کوئی مصیبت نہیں ہے، وہ عذاب میں گرفتار ہو رہا ہے۔

اس لئے دوستو! نافرمانی سے بچنے کی فکر کرو، مصیبت تو خود ٹل جائے گی، اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے سے مصیبت خود ٹل جائے گی، یہ سب بلائیں وہیں سے آتی ہیں یعنی آسمان سے آتی ہیں۔ یہ کائنات چلانے والا شہنشاہ ہے ؎

بلائیں تیر اور فلک کماں ہے چلانے والا شہ شہاں ہے

اسی کے زیرِ قدم اماں ہے بس اور کوئی مفر نہیں ہے

تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا رَبِّ لَوۡلَاۤ اَخَّرۡتَنِیۡۤ اِلٰۤی اَجَلٍ قَرِیۡبٍ غفلت میں دن گذارنے والو! جب موت آئے گی تب اللہ سے یوں کہو گے کہ اے میرے رب! مجھے تھوڑی سی مہلت دے دیجئے، فَاَصَّدَّقَ وَاَکُنۡ مِّنَ الصّٰلِحِیۡنَ تو میں خوب صدقہ خیرات کروں اور صالحین میں سے ہوجاؤں، پھر کبھی وی سی آر نہ دیکھوں گا، ٹی وی کے پروگرام نہ دیکھوں گا، ریڈیو کے گانے نہیں سنوں گا، داڑھی ایک مٹھی رکھوں گا جو شرعاً واجب ہے۔ جب موت کا وقت آجاتا ہے پھر وہ کہتا ہے کہ ابھی میری روح نہ نکالیں، تو میں خوب خیرات کروں گا اور صالحین میں سے ہوجاؤں گا۔ یعنی فاسقین کے اعمال چھوڑ دوں گا، لیکن پھر اللہ اس کو مہلت نہیں دے گا۔

﴿وَلَنْ يُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا ؕ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ○﴾

(سورة المنٰفقون: آیة ۱۱)

جب موت آ گئی اور زندگی کا ویزا یعنی عمر کی میعاد ختم ہوگئی تو اب اللہ ہرگز مہلت نہیں دے گا کیونکہ اللہ کو تمہارے سب کاموں کی خبر ہے جیسے تم عمل کیا کرتے تھے اب ویسا ہی تمہیں بدلہ ملے گا۔ اب خیر خیرات اور نیک کام کرنے کی تمنا تمہارے لئے غیر مفید ہے کیونکہ اب مہلتِ عمر ختم ہو چکی۔ اگر زندگی کی مہلت میں کوئی صالحین بننے کا وعدہ کرے تو وہ مقبول ہے، صالحین بننے کا وعدہ دراصل فاسقین کے اعمال کو ترک کرنے کا وعدہ ہے کہ نافرمانوں کے اعمال چھوڑ دوں گا، داڑھی نہیں منڈاؤں گا، ٹخنے نہیں چھپاؤں گا وغیرہ۔

ائمہ اربعہ کے نزدیک داڑھی رکھنا واجب ہے

شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ''داڑھی کا وجوب'' رسالہ میں لکھا ہے کہ اس مسئلہ میں چاروں ائمہ کا اجماع ہے، کسی امام کا اختلاف نہیں ہے کہ ایک مٹھی داڑھی رکھنا واجب ہے، ایسے ہی واجب ہے جیسے عید کی نماز واجب ہے، اگر کوئی عید کی نماز نہ پڑھے تو سب لوگ اسے منحوس سمجھیں گے لیکن آج افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ داڑھی منڈانے پر کوئی کچھ نہیں بولتا، تو ایک مٹھی داڑھی رکھنا واجب ہے اور اس کا کترانا یا منڈانا حرام ہے۔ بہشتی زیور کے گیارہویں حصہ میں دیکھ لو اور تمام علماء سے فتاویٰ لے لو۔

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ کتاب الحظر و الاباحۃ میں لکھتے ہیں کہ ائمہ اربعہ میں سے داڑھی منڈانے کا قول کسی بھی امام کا نہیں ہے۔ ایک مٹھی داڑھی رکھنا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ہے۔ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ غنیۃ الطالبین میں روایت نقل کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ ایک مٹھی داڑھی رکھی ہے۔

اکثریت پر اقلیت کی ترجیح کا عجیب استدلال

آج ہم کہتے ہیں کہ اگر ہم داڑھی رکھتے ہیں تو ہماری بیوی ہمارا مذاق اڑاتی ہے، ہمارے دفتر والے ہمارا مذاق اڑاتے ہیں، ہم ریل میں بیٹھتے ہیں تو اپنے کو اقلیت میں محسوس کرتے ہیں کہ ملّا بنے ہوئے ہم اقلیت میں ہیں، لہٰذا ہم اکثریت یعنی (Majority) میں رہنا چاہتے ہیں لیکن میں ان لوگوں سے پوچھتا ہوں کہ آپ اگر امیر ہیں، کار والے ہیں اور آپ کے محلہ میں سب سائیکل والے اور اسکوٹر والے ہیں، آپ اقلیت میں اکیلے کار والے ہیں تو اس وقت سائیکل اور موٹر سائیکل والوں کی اکثریت میں کیوں نہیں آتے ہیں؟ اگر آپ کے محلہ میں دس آدمی کروڑ پتی ہیں اور باقی لکھ پتی ہیں یا سب بالکل غریب ہیں تو آپ اپنی امیری کی اقلیت، اپنی کاروباری اقلیت، اپنے شاندار بنگلے والی اقلیت کو چھوڑ کر غریبوں کی اکثریت میں کیوں نہیں آتے؟ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جب ایمان لائے تھے تو انہوں نے یہ نہیں دیکھا تھا کہ اس وقت اکثریت کافروں کی ہے، میں کیسے ایمان لاؤں؟

اقلیت کے اکثریت پر غالب ہونے کی چند مثالیں

دوستو! آپ کو اپنی قیمت نہیں معلوم، اگر اقلیت کی قیمت معلوم ہوجائے تو آپ اکثریت پر لعنت بھیجیں گے۔ سورج کو اپنی قیمت معلوم ہے، ذرا سورج سے کسی دن کہیے کہ اے سورج! تو تنہا ہے، اقلیت میں ہے لہٰذا ستاروں کی اکثریت میں آجا۔ تو سورج کہے گا کہ میری ایک ذات کروڑہا ستاروں پر بھاری ہے، جب میں نکلتا ہوں تو سب کا منہ چھپ جاتا ہے، میرے سامنے کوئی اپنا وجود نہیں پیش کرسکتا، میری اقلیت کی قیمت کی سارے عالم کے

ستارے شہادت دیتے ہیں، ذرا ستاروں سے پوچھو کہ تم دن میں کیوں نہیں نظر آتے؟ جنگل کے شیر سے کہو کہ اے شیر! تم اقلیت میں ہو اور لومڑیوں، چیتوں، بھیڑیوں، کتوں اور گیدڑوں سے جنگل بھرا ہوا ہے، تم تو اقلیت میں ہو لہٰذا لومڑیوں کی اکثریت میں آجاؤ۔ تو کیا شیر اس اقلیت میں آئے گا؟ شیر کہے گا کہ میں جنگل کا بادشاہ ہوں، میری اقلیت کا یہ حال ہے کہ جب میں دھاڑتا ہوں تو پورے جنگل کے جانور دم دبا کر بھاگنے پر مجبور ہوجاتے ہیں، میری دھاڑ کی آواز سے سب کا قبض بغیر جلاب والی گولی کے رفع ہوجاتا ہے۔ ہمالیہ پہاڑ میں زیادہ نہیں صرف دس کروڑ کا قیمتی پتھر لعل ہو تو وہ سارے پہاڑوں کو چیلنج کردیتا ہے کہ اے پہاڑوں کی اکثریت! میری ایک چھٹانک کی اقلیت کے مقابلہ میں تمہاری کوئی حیثیت نہیں ہے۔

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اے دنیا والو! تم اللہ والوں کی اقلیت میں یعنی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی زندگی کی طرف کیوں نہیں آتے ہو، تم دنیا کی بیوقوف اکثریت کی طرف کیوں جاتے ہو، تمہارے دل پر اکثریت کا بھوت کیوں سوار ہے؟ مولانا رومی اس کی ایک عجیب وغریب مثال دیتے ہیں، فرماتے ہیں کہ دیکھو ایک ہزار گائے کی قطار کے آگے ایک قصائی چھرا لئے کھڑا ہوا ہے اور گائے کی اکثریت لرزہ براندام ہے۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کی مثال دے رہا ہوں کہ ایک ہزار گائے کی قطار کھڑی ہے، سب کے بڑے بڑے سینگ ہیں لیکن قصائی ایک چھرا لئے مطمئن کھڑا ہے، مسکرا رہا ہے کیونکہ جانتا ہے کہ میں ابھی ان سب کو ٹھیک کردیتا ہوں، ابھی سب کو بسم اللہ اللہ اکبر پڑھ کر ذبح کردوں گا۔ بتاؤ! یہ اقلیت کیسی ہے؟ آگے فرماتے ہیں کہ ایک اور مثال سمجھ لو۔

ایک بلی کو چالیس دن تک ٹائیفائڈ بخار رہا، وہ سوکھ کر ہڈی رہ گئی، اب چالیس چوہوں نے میٹنگ کی کہ بلی بہت کمزور ہوچکی ہے، ایک تو ویسے ہی اقلیت میں ہے پھر بیمار بھی ہے، پسلیاں تک نظر آرہی ہیں، موقع اچھا ہے، اس سے پہلے کہ یہ تندرست ہو کر ہم کو کھا جائے ہمیں کچھ کرنا چاہیے۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک چوہے نے کہا کہ میں اس کی پسلی میں سوراخ کردوں گا اور سینہ میں گھس کر اس کا دل چبا ڈالوں گا، دوسرے چوہے نے کہا کہ میں کان پکڑ کر لٹک جاؤں گا، تیسرے نے کہا کہ میں دوسرا کان پکڑلوں گا، دو تین چوہوں نے کہا ہم ٹانگ پکڑ لیں گے، چند اور چوہوں نے کہا کہ ہم دوسری ٹانگ پکڑ لیں گے، غرضیکہ ان چالیس چوہوں نے بلّی کو مارنے کے لیے اپنی ڈیوٹی تقسیم کرلی اور کہا کہ یہ کام منٹوں میں ہوجائے گا، غرض بہت ہی زبردست میٹنگ ہوئی اور سب بڑے خوش ہوگئے کہ ہمارے لئے یہ بلّی چنگیز خان اور ہلاکو سے کم نہیں ہے، آج سب چوہے مل کر اس کا صفایا کردیں گے۔ تو چالیس چوہے خوب وٹامن کی گولیاں کھا کر بڑے آرام سے بلّی کی طرف چلے، بلّی نے بھی دیکھا کہ آج چالیس چوہے غیر معمولی طور پر میری طرف آرہے ہیں، مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وہ چالیس چوہے اکثریت میں تھے اور بلّی جو چالیس دن سے بخار میں مبتلا تھی جس کی ایک ایک پسلی نظر آرہی تھی، اقلیت میں تھی لیکن جب اس نے دیکھا کہ چالیس چوہے میرے قریب آرہے ہیں تو اس نے آہستہ سے میاؤں کہا، اس کی بہت ہی آہستہ آواز نکلی لیکن اس کی میاؤں سن کر جب چوہے بھاگے ہیں تو بِل میں گھستے ہوئے سب چوہوں کی کھالیں چھل گئیں، مارے خوف کے وہ اتنا تیزی سے بھاگے کہ ایک دوسرے کے ساتھ رگڑ کھا گئے۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بلّی کے سینے میں جو دل ہے چوہے لاکھ وٹامن کھالیں وہ دل نہیں پا سکتے۔

مؤمن کی شان مغلوب ہونا نہیں

تو دوستو! اکثریت کوئی چیز نہیں ہے، ایک پیغمبر آتا ہے اور سارے جہاں پر چھا جاتا ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تھوڑی سی تعداد کافروں کی بڑی اکثریت پر حاوی ہوجاتی تھی۔ اس لئے آپ یہ نہ دیکھئے کہ اکثریت کس طرف ہے، یہ دیکھئے کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کس کے ساتھ ہیں، اگر آپ اللہ والے بن جاتے ہیں اور سارے عالم میں اکیلے ہیں تو آپ سب پر بھاری ہیں۔ جگر مراد آبادی کا شعر یاد آیا؂

میرا کمالِ عشق بس اتنا ہے اے جگرؔ
وہ مجھ پہ چھا گئے میں زمانے پہ چھا گیا

اگر اللہ تعالیٰ کی محبت غالب ہوجائے تو؂

جہاں جاتے ہیں ہم تیرا فسانہ چھیڑ دیتے ہیں
کوئی محفل ہو تیرا رنگِ محفل دیکھ لیتے ہیں

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اقلیت میں تھے، تجارت کے لیے ملک شام گئے، سارا شام کفر سے بھرا ہوا تھا، منڈی میں بھی چاروں طرف کفار ہی کفار تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ شام کے بازار سے مال خرید کر اپنا سامان اونٹ پر لاد رہے تھے، انہوں نے غلہ لادتے ہوئے خطبہ دیا اور فرمایا کہ اے کافرو! ایمان لاؤ ورنہ تمہیں دوزخ کی آگ میں جلنا پڑے گا۔ اس بات کو شاعر کہتا ہے؂

جہاں جاتے ہیں ہم تیرا فسانہ چھیڑ دیتے ہیں
کوئی محفل ہو تیرا رنگِ محفل دیکھ لیتے ہیں

یہ ہے مؤمن کی شان! مؤمن کی شان مغلوب ہونا نہیں ہے، وہ لندن جائے، امریکا جائے، کہیں بھی جائے اپنا لوہا منواتا ہے۔ ایک معمولی سکھ پوری ٹرین

میں داڑھی رکھ کر اکیلا چلتا ہے، اس کو یہ خوف نہیں ہوتا کہ ریل گاڑی میں سب داڑھی منڈائے ہوئے ہیں تو میں کیوں داڑھی رکھوں؟ اس پر اپنے لیڈر اور پیشوا گرونانک کا کتنا عشق غالب ہے حالانکہ وہ کافر ہے، داڑھی رکھنے کے باوجود بوجہ کفر کے وہ دوزخ میں جائے گا۔

داڑھی رکھنے میں کسی کی ملامت کی ہرگز پرواہ مت کرو

کیا یہ ہمارے لئے افسوس کی بات نہیں ہے؟ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت ہمارے قلب میں کتنی ہونی چاہیے؟ آج ہم نے داڑھی رکھ لی اور ریل میں کسی نے دیکھ لیا تو شرما گئے۔ جب میں ناظم آباد میں رہتا تھا تو میرے محلہ کے ایک صاحب نے داڑھی رکھی تو کہا کہ دفتر والے مجھ پر ہنس رہے ہیں، میری داڑھی کا مذاق اڑا رہے ہیں لیکن جب وہ ہنستے ہیں تو میں ایک شعر پڑھ دیتا ہوں ؎

اے دیکھنے والو! مجھے ہنس ہنس کے نہ دیکھو
تم کو بھی محبت کہیں مجھ سا نہ بنا دے

یعنی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت جس دن غالب ہوجائے گی تو تم اپنے گالوں کو اپنا نہیں سمجھو گے، یہ سرکاری باغ ہے، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا باغ ہے، یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی میونسپلٹی کا باغ ہے، آپ کو اس پر استرا لگانے کا کوئی حق نہیں ہے، قیامت کے دن کو سوچو کہ کیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آپ کے ان چکنے گالوں سے خوش ہوں گے؟ آپ نے بیوی کو خوش کر دیا، دفتر والوں کو خوش کر دیا مگر آپ کو یہ پتا نہیں کہ میرا خالق بھی خوش ہے یا نہیں، رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بھی خوش ہیں یا نہیں، جس نبی کا کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتے ہو وہ بھی خوش ہیں یا نہیں، اس بیوی کو خوش کر رہے ہو جو قبر میں تمہارے ساتھ جانے والی نہیں ہے، اپنے دفتر والوں کو

خوش کررہے ہو جو تمہارے کسی کام آنے والے نہیں ہیں، زمین کے نیچے میت اترنے کے بعد تمہیں معلوم ہوجائے گا کہ دنیا کتنی بے وفا ہے، جس دن جنازہ قبر میں اترے گا، اوپر کئی من مٹی ڈال دی جائے گی، اس وقت کوئی دنیا والا ساتھ نہیں دے گا، اس وقت دنیا کی بے وفائی کا پتا چل جائے گا۔

داڑھی منڈانے کا ناقابلِ تلافی نقصان

تاریخ شہادت دیتی ہے کہ ایک مرتبہ ایران کے دو سفیر بڑی بڑی مونچھوں والے داڑھی منڈائے ہوئے مدینہ منورہ گئے اور حضور ﷺ کے سامنے پہنچے تو آپ ﷺ نے ناگواری اور صدمہ سے اپنا چہرہ مبارک پھیر لیا اور فرمایا کہ تمہاری صورتوں سے مجھے سخت صدمہ اور نفرت ہے۔ کیا قیامت کے دن رسول اللہ ﷺ کی شفاعت اور سفارش کی امید رکھنے والے مسلمان اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ رسولِ خدا ﷺ ہمارا چہرہ دیکھ کر منہ پھیر لیں پھر ہمیں کیسے شفاعت ملے گی؟

اپنے بچوں کو دین سکھائے بغیر انگریزی پڑھانے کا نقصان

ایک شخص کا بقائی ہسپتال میں انتقال ہوا، دو تین دن ہسپتال میں رہنے سے داڑھی کے تھوڑے تھوڑے بال آگئے تھے، امریکا سے اس کا بیٹا آیا تو اس نے کہا کہ میں ابا کو اس حالت میں دفن نہیں کروں گا، ابا کے چہرے کا شیو بڑھ گیا ہے لہٰذا اس امپورٹڈ بیٹے نے پہلے حجام کو بلا کر گال صاف کرائے پھر دفن کیا، جس کا لڑکا نالائق ہو، کھڑے ہو کر پیشاب کرے، دین سے واقف نہیں ہو، وہ مرنے کے بعد اپنے ماں باپ کو کیا فائدہ پہنچائے گا؟

جنہوں نے اپنے بچے کو حافظ بنایا، نیک بنایا، صالح بنایا تو حدیث میں ہے، رسولِ اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ بہت سے لوگ قیامت کے

دن جنت میں اپنا مقام بہت بلند دیکھیں گے تو اللہ تعالیٰ سے پوچھیں گے کہ یا اللہ! میرے اعمال میں تو بہت ہی کوتاہیاں تھیں، میرا یہ اونچا درجہ کیسے ہوگیا؟ مجھے جنت کا اتنا اونچا مقام کیسے مل گیا؟ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے تم تو اعمال میں نالائق تھے مگر تمہارے لڑکے لائق تھے، وہ تمہارے لئے ایصالِ ثواب کر کر کے بخش رہے تھے، اس کا اسٹاک اتنا جمع ہوگیا جس کی وجہ سے تم کو جنت میں یہ درجہ مل گیا۔ آج ہم اپنے بچوں کو اے، بی، سی، ڈی تو پڑھاتے ہیں لیکن ان کو قرآن نہیں پڑھاتے تاکہ لڑکے کی انگریزی بالکل انگریزوں جیسی ہوجائے، وہ اردو سمجھتے بھی نہیں، والدین سمجھتے ہیں کہ اگر لڑکا انگریزوں سے زیادہ اچھی انگریزی بولے تو بڑا کامیاب ہوگیا۔

اپنی اولاد کو دین سکھانے کا انعام

مولانا مسیح اللہ خان صاحب جلال آبادی دامت برکاتہم، حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ ہیں، انہوں نے ایک واقعہ بیان کیا کہ ایک شخص فوت ہوگیا، اس کی بیوی اس کو روزانہ خواب میں دیکھنے لگی کہ دوزخ میں جل رہا ہے، پانچ چھ دن مسلسل آگ میں جلتے دیکھا، ایک دن اپنے بچے کو مکتب میں لے گئی اور قاری صاحب سے کہا کہ میرے بچے کو قرآن پاک پڑھا دیں، قاری صاحب نے کہا کہ پڑھ بیٹا! بسم اللہ الرحمن الرحیم، الف، با، تا، ثا۔ اسی رات کو بیوی نے خواب میں دیکھا کہ شوہر جنت میں ٹہل رہا ہے، پوچھا کہ تم جنت میں کیسے آگئے؟ کہنے لگا کہ جب میرے بیٹے نے مکتب میں بسم اللہ پڑھی اور الرحمٰن الرحیم کہا تو اللہ کی رحمت کو غیرت آئی اور اللہ تعالیٰ نے دوزخ کے فرشتوں کو حکم دیا کہ آج اس کا بچہ زمین پر میرا نام رحمٰن رحیم لے رہا ہے تو کیا میں اس کے باپ کو یہاں دوزخ میں جلاؤں؟ بس فوراً آزاد کردیا۔ تو قرآن کی تعلیم کا یہ مقام ہے۔ مبارک ہیں وہ لوگ جو اپنے بچوں کو حافظ بناتے ہیں اور قرآنِ کریم

اور دینِ اسلام سِکھاتے ہیں، یہی وہ بچے ہیں جو ماں باپ کے زندگی میں بھی کام آتے ہیں اور مرنے کے بعد بھی کام آتے ہیں۔

میرے شیخ مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم کے والد محمود الحق صاحب حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے مجازِ صحبت تھے اور ہردوئی میں وکالت کرتے تھے، ان کے پانچ لڑکوں میں سے چار لڑکے پروفیسر اور وکیل ہوگئے، اپنے ایک لڑکے حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب کو انہوں نے حافظ اور عالم بنایا۔ ضلع ہردوئی لکھنؤ کے پاس ہے، ایک دن وہاں بہت بڑا جلسہ تھا، اس میں ان کی تقریر تھی، تو انہوں نے فرمایا کہ بھئی! میں بتاؤں کہ لڑکوں کو کیا پڑھانا چاہیے، چونکہ وہ وکیل تھے، بڑے معزز تھے اور پورے شہر کی انجمن کے صدر بھی تھے تو لوگ کہنے لگے کہ ہاں صاحب بتائیے کیا پڑھانا چاہیے؟ کہنے لگے کہ میں نے اپنے پانچ لڑکوں میں سے چار کو انگریزی پڑھائی، سب وکیل اور پروفیسر وغیرہ ہوگئے لیکن جب میں گھر آتا ہوں اور کہتا ہوں کہ ایک گلاس پانی لاؤ تو میرا بیٹا ابرار الحق خود پانی لاتا ہے اور باقی بیٹے نوکروں سے کہتے ہیں کہ ابا کو پانی پلا دو، دوسرے لڑکے جو انگریزی دان ہیں وہ تو نوکروں سے کہتے ہیں کہ ابا کو پانی پلاؤ، نوکروں کو حکم دیتے ہیں اور میرا لڑکا ابرار الحق خود دوڑ کر پانی لاتا ہے، تو میری آنکھوں میں آنسو آجاتے ہیں کہ ایک لڑکا جس کو عالم بنایا وہ باپ کی اتنی عزت کر رہا ہے۔

بے دینی کا ایک عبرت انگیز واقعہ

اور بے دین اولاد تو باپ کی عزت بھی نہیں کرتی۔ ناظم آباد میں میرے ایک دوست نے زمینیں بیچ بیچ کر اور بہت مصیبت اٹھا کر اپنے بیٹے کو امریکا سے بہت بڑی ڈگری دلوائی اور اس لالچ میں اس نے بیوی کے انتقال کے بعد دوسری شادی بھی نہیں کی کیونکہ سوچا کہ اگر شادی ہوجائے گی تو لڑکے کی

تعلیم میں خلل آجائے گا، جب وہ لڑکا پڑھ کر بہت بڑی ڈگری لے کر آیا تو اس کی شادی کر دی۔ ایک دن میں نے خیریت معلوم کرنے کے لئے ٹیلی فون کیا تو میں نے کہا کہ کیا کر رہے ہو؟ انہوں نے کہا چولہا جھونک رہا ہوں، روٹی پکا رہا ہوں۔ میں نے کہا بہو کہاں ہے؟ کہا کہ وہ دونوں مجھ سے لڑ کر بھاگ گئے۔

مرے تھے جن کے لئے وہ رہے وضو کرتے
مری نماز جنازہ پڑھائی غیروں نے

بیٹا اور بہو دونوں لڑ کر چلے گئے اور بوڑھا باپ آخر عمر میں چولہے میں لکڑیاں جھونک رہا ہے اور روٹی پکا رہا ہے۔

والدین کے حقوق

اگر وہ لڑکا دین دار ہوتا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد کو پڑھ لیتا کہ ماں باپ کو رحمت کی نظر سے دیکھنے کا ثواب مقبول نفلی حج کے برابر ہے۔

((مَا مِنْ وَّلَدٍ بَآرٍّ يَّنْظُرُ اِلٰى وَالِدَيْهِ نَظْرَةَ رَحْمَةٍ اِلَّا كَتَبَ اللهُ لَهٗ بِكُلِّ نَظْرَةٍ حَجَّةً مَّبْرُوْرَةً قَالُوْا وَاِنْ نَّظَرَ كُلَّ يَوْمٍ مِّائَةَ مَرَّةٍ قَالَ نَعَمْ اَللهُ اَكْبَرُ وَاَطْيَبُ))

(مشکوۃ المصابیح: (قدیمی)، باب البر والصلۃ، ص ۴۲۱)

ایک صحابی نے پوچھا اگر میں اپنے باپ کو دن میں سو مرتبہ دیکھ لوں تو؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ کی رحمت اس سے بھی بہت وسیع ہے، وہ ثواب دینے سے نہیں تھکتے، جتنی دفعہ دیکھو گے اتنے ہی حج کا ثواب ملے گا۔ قرآن پاک میں ہے:

﴿وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ﴾

(سورۃ بنی اسرآئیل: آیۃ ۲۴)

ان کے سامنے پست ہو جاؤ، اکڑ کے بات بھی نہ کرو اور اگر ماں باپ اپنے بیٹے کو ڈانٹ دیں، سخت الفاظ استعمال کریں تو بیٹا کیا کہے؟ یہ مسئلہ بھی سن لو:

﴿وَقُل لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا﴾

(سورۃ بنی اسرآئیل: آیۃ ۲۳)

درمنثور میں اس آیت کی تفسیر ہے کہ

((اِنْ سَبَّاكَ اَوْ لَعَنَّاكَ فَقُلْ رَّحِمَكُمَا اللهُ غَفَرَ اللهُ لَكُمَا))

(الدرالمنثور: باب۳۳، ج۵، ص۲۵۹)

بیٹا ماں باپ سے برا بھلا سن کر یہ جواب دے کہ اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے۔ یہ اجازت نہیں ہے کہ تم بھی انہیں ڈانٹ دو، اتنا بھی نہیں کہہ سکتے کہ سٹھیا گئے ہو بلکہ مفسرین نے یہ لکھا ہے کہ جیسے ہم لوگ برابر والوں سے بات کرتے ہیں ماں باپ کو اس طرح انگلی دکھا دکھا کر بھی بات کرنا جائز نہیں ہے کہ دیکھئے آپ کو یوں کرنا ہوگا۔

((لَا تَرْفَعْ يَدَيْكَ عَلَيْهِمَا اِذَا كَلَّمْتَهُمَا))

(الدرالمنثور: باب۳۳، ج۵، ص۲۵۹)

والدین کو ستانے والے پر دنیا میں ہی عذاب آتا ہے

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں کہ جس نے اپنے ماں باپ کو ستایا، گستاخی کی، بدتمیزی کی اسے موت نہ آئے گی جب تک دنیا ہی میں عذاب نہ دیکھ لے۔

((اِلَّا عُقُوْقَ الْوَالِدَيْنِ فَاِنَّهٗ يُعَجِّلُ لِصَاحِبِهٖ فِي الْحَيَاةِ قَبْلَ الْمَمَاتِ))

(مشکوٰۃ المصابیح: (قدیمی)، باب البر والصلۃ، ص۴۲۱)

مشکوٰۃ شریف کھول کر دیکھ لو، روایت موجود ہے۔ حقوق والدین کتاب خریدیئے اور بچوں کو پڑھایئے، زیادہ مہنگی کتاب نہیں ہے، صرف ساڑھے سات روپے قیمت ہے، جہاں سے چاہو خرید لو، مولانا عاشق الٰہی صاحب بلند شہری نے یہ کتاب لکھی ہے، اس کے اندر یہ سب روایتیں مل جائیں گی، جس باپ کو فکر ہو کہ میں آرام سے رہوں، وہ اپنے بیٹوں کو یہ کتاب پڑھوائے۔

میرے شیخ مولانا شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک شخص اپنے باپ کی گردن میں رسّی باندھ کر درخت تک لے گیا، اس کے گھر کے سامنے دس بیس قدم پر کوئی درخت تھا، تو جب درخت تک پہنچ گیا تو باپ نے بیٹے سے کہا کہ دیکھو بیٹا! اس درخت سے آگے نہ کھینچنا ورنہ تم ظالم ہو جاؤ گے، تو بیٹے نے کہا کہ میں جو آپ کی گردن میں رسّی باندھ کر اس درخت تک لایا ہوں تو کیا ابھی تک ظالم نہیں ہوا؟ تو باپ نے کہا کہ تم ابھی تک ظالم نہیں ہوئے چونکہ میں نے بھی تمہارے دادا کو یعنی اپنے باپ کو اس درخت تک کھینچا تھا اور چونکہ حدیث میں ہے کہ ماں باپ کو ستانے کا بدلہ دنیا ہی میں ملے گا لہٰذا یہاں تک تو مجھے بدلہ ملنا تھا، اب آگے کھینچو گے تو تم ظالم ہو جاؤ گے۔ حالانکہ وہ تو اس وقت بھی ظالم تھا، یہ تو باپ نے نادانی کی بات کی تھی۔

والدین کے انتقال کے بعد ستانے والے کی توبہ کا طریقہ

اب اگر کوئی شخص ایسا ہو جس نے اپنے ماں باپ کو ستایا ہو لیکن اس کے ماں باپ کا انتقال ہو گیا، اس کے بعد اسے ہوش آیا، تبلیغی جماعت یا کسی بزرگ کی صحبت کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے اس کو ہدایت دے دی تو اس کے لئے بھی ایک نسخہ ہے، وہ اپنے ماں باپ کو ثواب بخشتا رہے، ان کے لیے دعائے استغفار کرتا رہے، ان کی مغفرت کی دعا کرتا رہے، انہیں ثواب پہنچاتا رہے، حدیث میں ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ ایسا کرنے والے کو اللہ تعالیٰ ماں باپ کے فرماں برداروں میں لکھ دیں گے، یہ ماں باپ کا فرماں بردار ہو جائے گا اور حدیث شریف کی ایک دعا ہے جو اس کو پڑھے گا، اس نے ماں باپ کا حق ادا کر دیا اور وہ دعا یہ ہے:

((مَنْ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ، رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَرَبِّ الْاَرْضِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ، وَلَهُ الْكِبْرِیَآءُ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ، لِلّٰهِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَرَبِّ الْاَرْضِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ، وَلَهُ الْعَظَمَةُ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ، هُوَ الْمَلِكُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَرَبُّ الْاَرْضِ وَرَبُّ الْعَالَمِیْنَ، وَلَهُ النُّوْرُ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ مَرَّةً وَاحِدَةً ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ اجْعَلْ ثَوَابَهَا لِوَالِدَیَّ لَمْ یَبْقَ لِوَالِدَیْهِ حَقٌّ اِلَّا اَدَّاهُ اِلَیْهِمَا))

(عمدة القاری شرح بخاری للعینی :(دار الکتب العلمیة)؛ کتاب الوضوء؛ ج۲ص ۱۷۶)

جس نے زندگی میں ماں باپ کو ستایا ہو اور ان کا انتقال ہوگیا تو اس دعا کو پڑھ کر اس کا ثواب والدین کو بخش دے تو اس کا شمار والدین کے فرمانبراروں میں ہوگا اور اس کا یہ گناہ معاف کر دیا جائے گا۔

غیبت کے گناہ سے توبہ کا طریقہ

ایسے ہی غیبت کا مسئلہ ہے، اگر کسی نے ہندوستان میں کسی کی غیبت کی، کسی کو ستایا پھر پاکستان آگئے تو اب اسے کہاں تلاش کرو گے، معلوم بھی نہیں کہ زندہ بھی ہے یا نہیں تو اسے بھی ایصالِ ثواب کرو، کم از کم تین مرتبہ قل ھو اللہ شریف پڑھ کر ہی بخش دو کہ اے اللہ! میں نے جن کو ستایا ہے، گالی دی ہے، غیبت کی ہے، آپ اس کا ثواب ان کو بخش دیجیے، کیونکہ بعض مرتبہ یاد بھی نہیں رہتا کہ کس کس کو کیا کچھ کہہ دیا تھا، لہٰذا اس طرح کرنے سے ان شاء اللہ تعالیٰ قیامت کے دن آپ کی بخشش کا سامان ہو جائے گا۔

تو میں عرض کر رہا تھا کہ جس کے سامنے موت ہوتی ہے تو وہ زندگی میں اللہ کی نافرمانی میں مبتلا نہیں ہوتا، پھر اس کو مرتے وقت یہ نہیں کہنا پڑتا کہ

یا اللہ! مجھے مہلت دے دیجئے تا کہ میں صالح بن جاؤں لہٰذا پہلے ہی سے صالح ہو جاؤ کیونکہ اس وقت مہلت نہیں ملے گی، پھر سوائے پچھتانے کے کچھ نہ ملے گا۔

تو داڑھی پر بات چلی تھی، اس پر خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ایک شعر یاد آیا، خواجہ صاحب فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن میں اپنی داڑھی والی صورت اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کروں گا اور یہ شعر عرض کروں گا۔

ترے محبوب کی یارب شباہت لے کے آیا ہوں
حقیقت اس کو تو کر دے میں صورت لے کے آیا ہوں

یعنی اے اللہ میں تیرے محبوب سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شکلِ مبارک کی شباہت لے کے آیا ہوں، اس صورت پر آپ فضل فرما دیں اور اس شباہت کو حقیقت بنا دیں کہ اس میں آپ کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صورت مبارک کی شباہت ہے۔ مگر افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ آج کے مسلمان کی کیا حالت ہوگئی ہے، آج ہی انڈیا کا ایک مسلمان مجھ سے ملا، اس نے کہا کہ پاسپورٹ پر میرا جو فوٹو تھا اس میں میری داڑھی نہیں تھی، اب میں نے داڑھی رکھ لی، تو پاکستان کی ایمبسی جہاں سے ویزا لگوانا تھا، اس کے افسر نے مجھ سے کہا کہ اگر آپ پاکستان جانا چاہتے ہیں تو داڑھی منڈا لیجئے، اس پر میں نے جوتا اٹھالیا اور کہا کہ سو جوتے سے کم نہیں لگاؤں گا اگر داڑھی کے بارے میں کچھ کہا، نالائق! مسلمان ہو کر ایسی بات کرتا ہے، تم یہ بھی کہہ سکتے تھے کہ داڑھی والا دوسرا فوٹو بنا لو لیکن تم مسلمان ہو کر ایسی بات کرتے ہو۔ چونکہ یہ کافی تگڑا تھا تو وہ افسر دوسرے راستہ سے بھاگ نکلا، تو ایسے بھی مسلمان ہیں، خیر جیسے کو تیسے مل ہی جاتے ہیں، اس نے بھی سوچا ہوگا کہ کس سے پالا پڑا ہے۔ تو میرے دوستو! خواجہ صاحب کا شعر یاد آتا ہے۔

ترے محبوب کی یارب شباہت لے کے آیا ہوں
حقیقت اس کو تو کر دے میں صورت لے کے آیا ہوں

مقبولینِ بارگاہ کی مشابہت کا انعام

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ میں جتنے جادوگر آئے تھے اللہ تعالیٰ نے سب کو ایمان عطا فرمادیا اور جن پر انہوں نے محنت کی تھی یعنی فرعون اور ہامان کو، ان کو ایمان نصیب نہیں ہوا۔ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا اللہ! یہ کیا معاملہ ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے موسیٰ! یہ جادوگر تمہاری شکل میں تھے، داڑھی رکھے ہوئے تھے، تمہارے جیسا لباس پہنے ہوئے تھے اگرچہ انہوں نے یہ شکل وصورت تمہارے مقابلے کے لئے بنائی تھی لیکن میری رحمت کو غیرت آئی کہ تمہارے جیسی شکل والوں کو عذاب دوں۔

تو جولوگ کہتے ہیں کہ شکل بنانے سے کیا ہوتا ہے، تو شکل بنانے سے بہت کچھ ہوتا ہے۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قنوج میں ایک وکیل صاحب تھے، ان کا نام محمد تھا، وہ کہیں سے گزر رہے تھے کہ ایک بڑی بی نے ان کو بلایا اور کہا کہ بیٹا! شربت پی لو، انہوں نے کہا کہ اماں جان! میرا تم سے کوئی رشتہ نہیں، پھر تم نے مجھے شربت کیوں پلایا؟ بڑی بی نے کہا کہ تیری شکل کا میرا ایک بیٹا ہے جو ملائیشیا میں رہتا ہے، اس کی یاد ستایا کرتی ہے، تیری شکل دیکھ کر مجھے میرا بیٹا یاد آ گیا۔

جنت میں کسی کی داڑھی نہیں ہوگی

تو اللہ تعالیٰ کو بھی اپنے مقبول بندوں کی شکل پر پیار آجاتا ہے، اس نعمت کو معمولی مت سمجھو، اور اپنی کھالوں کو عذاب مت دو، اللہ نے جو یہ ملائم ملائم گال دیئے ہیں، لوہے کے کھردرے بلیڈ سے گال کو کھینچ کھینچ کر کھرچنا گالوں کو عذاب دینا ہے، اگر آپ کو چکنے گالوں کا شوق ہے تو میں آج آپ کو

تفسیر روح المعانی سے خوشخبری سناتا ہوں۔ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

((یَدْخُلُ اَھْلُ الْجَنَّۃِ الْجَنَّۃَ جُرْدًا مُّرْدًا مُّکَحَّلِیْنَ اَبْنَآءَ ثَلَاثِیْنَ اَوْ ثَلَاثٍ وَّ ثَلَاثِیْنَ سَنَۃً))

(روح المعانی: (رشیدیہ)، ج ۲۷ص ۲۰۲)(سنن الترمذی، باب سن اھل الجنۃ، رقم الحدیث ۲۵۴۵)

جب جنتی جنت میں داخل ہوں گے تو مجرد ہوں گے یعنی سارے جسم پر بال نہیں ہوں گے، بغل میں، ناف کے نیچے کہیں بھی بال نہیں ہوں گے اور ان کے داڑھی بھی نہیں ہوگی، جیسے پندرہ سولہ سال کا لڑکا جب بالغ ہونے کے قریب ہوتا ہے اور داڑھی مونچھ نہیں نکلی ہوتی، سب کے سب اس طرح کے امرد ہوں گے اور آنکھیں کجلائی ہوں گی اور تیس تینتیس سال کی عمر ہوگی، جنت میں جنتی کا یہ نقشہ ہوگا لہٰذا دنیا میں چند دن داڑھی رکھ لو۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کے بعد ایک شخص نے انہیں خواب میں دیکھا کہ ان کی داڑھی منڈی ہوئی ہے، وہ گھبرا گیا کہ اتنے بڑے اللہ والے کی داڑھی منڈی ہوئی ہے، میں نے ایسا خراب خواب کیوں دیکھا؟ اس زمانہ میں مولانا عاشق الٰہی صاحب بلند شہری دامت برکاتہم جامعہ دارالعلوم کورنگی کراچی میں حدیث پڑھاتے تھے، اس آدمی نے ان کو خواب سنایا تو انہوں نے کہا کہ اس خواب کی تعبیر یہ ہے کہ شیخ الحدیث صاحب جنتی ہیں کیونکہ جنتیوں کے داڑھی نہیں ہوگی۔ تو خواب دیکھنے کی حد تک تو یہ بات ٹھیک ہے مگر بیداری میں آپ بے داڑھی والے نہ بن جائیے گا، ایڈوانس میں جنتی بننے کی کوشش کرنا ٹھیک نہیں ہے، ان شاء اللہ جنت میں آپ ہمیشہ بغیر داڑھی کے چکنے گالوں والے رہیں گے۔

ایک اشکال اور اس کا جواب

ایک صاحب نے سوال کیا کہ وہاں تیس اور تینتیس سال کی عمر ہوگی، یہاں تو بعض ایسے نوجوان ہیں جنہوں نے بچپن کے بعد جوانی دیکھی ہی نہیں، ان کے بال ابھی سے سفید ہونے لگے ہیں تو تینتیس سال میں کیا حال ہوگا؟ تو علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

((اَلْمُرَادُ بِذٰلِكَ كَمَالُ الشَّبَابِ))

(روح المعانی: (رشیدیه)، ج ۲۷ ص ۲۰۲)

تینتیس سال سے مراد کمالِ جوانی ہے، اس دنیاوی جوانی کو مت خیال کیجئے۔ اعظم گڑھ میں ایک بہت دبلے پتلے شخص جون کی گرمی میں جبکہ لُو چل رہی تھی اور وہ گرم کپڑے پہنے ہوئے تھے، جب وہ پیدا ہوئے تھے تو ان کے ابا نے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو لکھا کہ میرے یہاں چوہا پیدا ہوا ہے کیونکہ وہ پیدائشی طور پر بہت کمزور تھے۔ تو انہوں نے میرے شیخ حضرت شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اپنا ایک شعر سنایا کہ حضرت میں نے تو جوانی دیکھی ہی نہیں کہ جوانی کیسی ہوتی ہے چونکہ میں ساتھ تھا اور اشعار کا ذوق تھا اس لئے مجھے وہ شعر یاد ہوگیا۔ اس شخص نے میرے شیخ کو یہ شعر سنایا ؎

طفلی گئی علامتِ پیری ہوئی عیاں
ہم منتظر ہی رہ گئے عہدِ شباب کے

تو جنت میں ایسا نہیں ہوگا، وہاں کمالِ شباب عطا ہوگا۔

جنت میں مسلمان بیویوں کا بے مثل حسن

اب آپ لوگ کہیں گے کہ مردوں کے لئے تو آپ نے بیان کردیا مگر ہماری بیویوں کا کیا ہوگا کیونکہ باہر ایمپریس مارکیٹ اور ٹی وی پر تو بہت رنگینیاں

ہوتی ہیں اور گھر میں وہی تھرڈ کلاس بیوی ملتی ہے، جب گھر آتے ہیں تو اپنی بیوی ویسی خوبصورت معلوم نہیں ہوتی، تو ایسے مظلوم مرد حضرات کہیں گے کہ جنت میں ہماری ان کم حسین بیویوں کا کیا حال ہوگا، لہٰذا اب یہ مسئلہ بھی سن لیجئے۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے سوال کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! جنت میں مسلمان بیویاں زیادہ خوبصورت ہوں گی یا حوریں زیادہ حسین ہوں گی؟ نِسَآءُ الدُّنْیَا اَفْضَلُ اَوِ الْحُوْرُ الْعِیْنُ؟ دنیا کی یہ بیویاں زیادہ حسین ہوں گی یا حوریں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا دنیا کی مسلمان عورتیں حوروں سے زیادہ حسین ہوں گی۔ عرض کیا یَا رَسُوْلَ اللہِ وَبِمَ ذٰلِکَ؟ ایسا کیوں ہوگا؟ فرمایا:

((بِصَلَاتِہِنَّ وَصِیَامِہِنَّ وَعِبَادَتِہِنَّ اَلْبَسَ اللہُ وُجُوْھَھُنَّ النُّوْرَ))

(رواہ الطبرانی وابن جریر) (روح المعانی: (رشیدیہ)، ج ۲۷ ص ۱۷۹)

ان کی نمازوں کے سبب، ان کے روزوں کے سبب، ان کی عبادت کے سبب اللہ تعالیٰ عبادت کا نور ان کے چہرہ پر ڈال دے گا۔ تو یہاں آپ کی بیویاں کالی ہوں یا گوری ہوں، چپٹی ناک والی ہوں یا جیسی بھی ہوں، ماں باپ نے جس سے شادی کرادی اس پر چند دن صبر کرلو، ان کو روزہ رکھنے کی، نماز پڑھنے کی تاکید کرو، جنت میں جاکر یہ حوروں سے زیادہ حسین ہوجائیں گی، بس دنیا میں چند دن کا معاملہ ہے، ان کو حقیر مت سمجھو، اللہ تعالیٰ جنت میں ان کو حوروں سے زیادہ حسین بنادیں گے۔

مسلمان عورتوں کے لئے خوشخبری

آج ہی جاکر اپنی بیویوں کو یہ خوشخبری سنا دیجئے، ان شاء اللہ سحری اچھی ملے گی۔ الٰہ آباد میں ایک عالم مولانا قمر الزمان صاحب وہاں ایک مدرسہ میں محدث ہیں، ان کے گھر میں ناشتے سے پہلے انہوں نے کہا تھوڑی سی دین کی بات سنا دیجئے، میں نے یہی بات سنا دی تو ان کی بیوی نے کہا کہ میں اس ملّا کو

معمولی ناشتہ نہیں کراؤں گی، پراٹھے اور انڈے کھلاؤں گی کیونکہ اس نے ہم لوگوں کو خوشخبری سنائی ہے، عورتیں یہی کہتی ہیں کہ دنیا میں جو یہ مرد ہیں، یہ سڑکوں پر دوسروں کی عورتوں کو دیکھ دیکھ کر گھر آ کر ہماری ناقدری کرتے ہیں، اگر جنت میں بھی ہم ایسے ہی تھرڈ کلاس، کم حسن والی ہوتیں تو یہ حوروں کو دیکھ کر ہم کالیوں کو پھوٹی آنکھ سے بھی نہ دیکھتے، قصائی کی طرح دیکھتے، اللہ کا شکر ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے ذریعہ ہمارے لئے یہ بشارت دی، حضور کی بیوی حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا ہماری ماں ہیں، وہ یہ سوال کر کے قیامت تک کی مسلمان عورتوں پر احسان کر گئیں کیونکہ اگر وہ سوال نہ کرتیں تو عورتوں کے اتنے بڑے انعام کا کیسے پتا چلتا؟

لہٰذا آج اپنی بیویوں کو یہ خوشخبری سنانا، آج کل تو روزہ کا مہینہ ہے، یہ ناشتے کے دن تو نہیں ہیں مگر جب اپنی بیویوں کو یہ خوشخبری سناؤ گے تو ان شاء اللہ سحری زوردار ملے گی کہ جنت میں تم حوروں سے زیادہ حسین ہوجاؤ گی، لیکن پہلے اپنے بارے میں بتا دینا کہ ہم بھی حسین ہوجائیں گے ورنہ وہ سوچیں گی یہ تو ایسے ہی رہے گا، کان لمبے لمبے ہوں گے اور ناک کہیں جا رہی ہوگی لہٰذا یہ بتا دینا کہ ہم بھی حسین ہوجائیں گے اور تم بھی حسین ہوجاؤ گی۔

دنیا میں اپنی ان بیویوں کے ساتھ گذارا کرلو جیسے ریل گاڑی کے پلیٹ فارم کی چائے کو مسافر کہتے ہیں کہ ارے میاں چائے کی پتی چاہے تھوڑی ڈالی ہو، گرم پانی سمجھ کر ہی پی لو، گھر چل کر اچھی والی چائے پئیں گے، پلیٹ فارم پر جیسی بھی چائے ہے اس کے کچھ گرم گرم گھونٹ پی لو تاکہ زکام نہ ہوجائے۔ تو دنیا بھی مسافر خانہ ہے، یہاں اللہ تعالیٰ جیسی بیوی بھی عطا کردیں اس سے گذارا کرلو۔ مولانا سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ کے اشعار یاد آگئے، کیا ہی پیارے اشعار کہے ہیں، فرمایا کہ ؎

ہم ایسے رہے یاں کہ ویسے رہے
وہاں دیکھنا ہے کہ کیسے رہے
حیاتِ دو روزہ کا کیا عیش و غم
مسافر رہے جیسے تیسے رہے

آج کل لوگ کہتے ہیں کہ صاحب میرا لڑکا تو ایم ایس سی ہو گیا ہے، امریکا سے ڈگری لے کر آیا ہے، ڈپٹی سیکریٹری ہو گیا ہے، لیکن نماز روزہ غائب۔ اکبرالٰہ آبادی جج نے کیا خوب کہا تھا۔

نہ نماز ہے نہ روزہ نہ زکوٰۃ ہے نہ حج ہے
تو پھر اس کی کیا خوشی ہو کوئی جنٹ کوئی جج ہے

اور فرمایا کہ۔

نہیں سیکھا انہوں نے دین رہ کر شیخ کے گھر میں
پلے کالج کے چکر میں مرے صاحب کے دفتر میں

یعنی جنٹلمین کالج میں پڑھ کر دفتر میں ملازمت پا جاتا ہے، اللہ والوں سے، علماء کرام سے دین نہیں سیکھتا، کالج کی زندگی بھی غفلت میں گزری اور دفتر میں نوکری کر کے مر گئے، اللہ کو راضی کرنا نہ سیکھا۔ یہ کسی ملّا کا شعر نہیں ہے، مولوی کا شعر ہوتا تو مسٹر ناراض ہو سکتا تھا، ایک مسٹر یہ شعر کہہ رہا ہے جو الٰہ آباد میں جج تھا، انگریزی داں تھا۔

ذرا نم ہو تو یہ مٹی بڑی زرخیز ہے ساقی

اگر آج اچھی صحبتیں مل جائیں تو ہمارے یہی بچے قابلِ رشک ہو جائیں، آپ کو اتنے انگریزی دان بچے دکھا سکتا ہوں جن کی پوری داڑھی ہے، ایسی نماز پڑھتے ہیں کہ ہمیں ان پر رشک آتا ہے حالانکہ ایم ایس سی ہیں۔

ٹنڈو جام میں سلیم الحق نام کے شخص ہیں، چل کر دیکھ لو، افسر ہیں، لمبا کرتہ پہنتے ہیں، اذان بھی دیتے ہیں اور امامت بھی کرتے ہیں، کلاس ون کے افسر ہیں، ان کا ڈائریکٹر بھی جو پورے ڈپارٹمنٹ میں سب سے بڑا افسر ہے، ان سے دعائیں کرواتا ہے۔ ارے! اللہ والے بن کر دیکھو، پوری دنیا تمہیں سلام کرے گی۔

اس لئے علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے ؎

ہم ایسے رہے یاں کہ ویسے رہے
وہاں دیکھنا ہے کہ کیسے رہے

دنیائے فانی سے دل لگانا بیوقوفی ہے

دنیا کی طرف زیادہ لالچ کرنا بے وقوفی ہے، اگر بہت بڑا بنگلہ بنالیا، تو اب کمر پہ ہاتھ رکھے سر اٹھا کر دیکھ رہے ہیں چاہے ٹوپی گر جائے اور بڑے خوش ہو رہے ہیں کہ ہاہا میں نے بہت بڑا کام کرلیا، حالانکہ ایک دن دو ہزار گز کے بنگلے سے بھی نکل کر جانا پڑے گا، پھر وہی دو گز قبر والا قبرستان ملے گا، تو دنیا کی ان چیزوں سے کیا دل لگانا ہے جن کو چھوڑ کر نکل جانا ہے، جن کو چھوڑ کر جانا ہے ان سے کیوں دل لگا رہے ہو؟ اور اگر تم یہ چیزیں نہ چھوڑو تو یہ چیزیں تم کو چھوڑ دیں گی۔

لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا کی تفسیر

تو میرے دوستو! اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے فرمایا خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ اللہ تعالیٰ نے موت کو پیدا فرمایا اور زندگی کو لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا تاکہ تمہاری آزمائش کرے کہ تم میں سے کون اچھے عمل کرتا ہے۔ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث سے اس آیت کی تین تفسیریں نقل کی ہیں:

(روح المعانی: (رشیدیہ)؛ ج۲۹ ص۹)

(۱)......لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَتَمُّ عَقْلًا وَّ فَهْمًا یعنی تمہیں آزمائے کہ کس کی عقل اچھی ہے، کامل عقل والا کون ہے۔ وہ پردیسی بے وقوف ہے جو پردیس کی رنگینیوں میں پھنس کر وطن کی تیاری نہ کرے اور وطن قلاش بنا کر جائے، آخرت میں کچھ نہ لے کر جائے۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تفسیر ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس آیت کی تین تفسیریں بیان فرمارہے ہیں، جس کو علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر روح المعانی میں انتیسویں پارے کی تفسیر میں بیان فرمایا ہے۔ تو یہ حدیث کا جملہ ہے اَيُّكُمْ اَتَمُّ عَقْلًا عقلمند کون سا آدمی ہے جو پردیس کی فکر میں نہیں پھنستا ہے، دنیا میں رہ کر کماتا بھی ہے اور کھاتا بھی ہے، مکان بھی بناتا ہے اور بال بچوں کا حق بھی ادا کرتا ہے لیکن اللہ کی نعمت پر اللہ کے ذکر و فکر کو غالب رکھتا ہے، دنیا سے دل نہیں لگاتا، سمجھتا ہے کہ یہ پردیس ہے، ایک دن اس کو چھوڑ کر ہمیشہ کے لئے اپنے اصلی وطن جانا ہے۔ اس لئے آخرت کی تیاری میں لگا رہتا ہے۔

(۲)......دوسری تفسیر ہے وَاَيُّكُمْ اَوْرَعُ عَنْ مَّحَارِمِ اللهِ تَعَالٰى شَانُهٗ یعنی اللہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ باتوں سے کون زیادہ بچتا ہے۔ جو گناہوں سے بچتا ہے وہ شخص عقلمند ہے، وہ یہ نہیں کہتا کہ گناہ میں تو بہت مزہ آتا ہے، ٹی وی اور سینما دیکھنے میں بڑا مزہ آتا ہے، کوئی شخص بس اسٹاپ پر کھڑا بری نظر سے کسی عورت کو دیکھ رہا ہے، یا کالج کی لڑکی کو دیکھ رہا ہے کہ بڑا مزہ آرہا ہے، ایسی شکل تو دیکھی نہیں، ایسی شکلوں میں تو ہم اللہ تعالیٰ کا جمال دیکھتے ہیں، یہ تو اللہ کے جمال کے آئینے ہیں۔ ایک شخص نے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو لکھا کہ شریعت نے عورتوں کا حسن دیکھنے سے کیوں منع کیا ہے؟ حالانکہ یہ تو اللہ کے جمال کے آئینے ہیں۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں بھی تسلیم کرتا ہوں کہ یہ آئینے ہیں مگر آتشیں آئینے ہیں، ان کو دیکھو گے تو جل کے راکھ

ہو جاؤ گے، ایمان جل جائے گا، صحت بھی خراب ہوگی، دل بھی پریشان رہے گا، سکون نہیں پا سکو گے، یہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے۔ میں سچ کہتا ہوں، منبر سے اعلان کر رہا ہوں، ابھی تین ماہ ہندوستان رہا، دو ماہ بنگلہ دیش رہا، ان ممالک کے نوجوان بچے اپنی اصلاح کے لئے مجھے خط لکھتے ہیں، جو لوگ گناہ میں مبتلا ہیں ان سب نے مجھے یہی لکھا ہے کہ ہماری نیند اڑی ہوئی ہے، دل میں ہر وقت بے چینی اور پریشانی رہتی ہے۔ میں نے آج تک کسی شخص کو گناہ میں چین سے رہتے نہیں پایا، کیونکہ قرآن پاک غلط نہیں ہوسکتا، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو لوگ مجھے بھول کر نافرمانی میں مبتلا ہیں:

﴿فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا﴾

(سورۃ طٰہٰ: آیۃ ۱۲۴)

میں دنیا ہی میں ان کی زندگی کو تلخ کردوں گا۔ یہ نہ سمجھیں کہ یہاں تو نقد مزہ لے لو، گناہوں کی سزا تو جہنم میں ملے گی۔ حالانکہ گناہ کی سزا دنیا میں نقد ملتی ہے یعنی دنیا ہی میں زندگی جہنم بن جاتی ہے، گنہگار کی زندگی بے چین رہتی ہے، جہنم کی سی زندگی ہو جاتی ہے۔

گناہ کی عارضی لذت کی مثال

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ گناہ کرنے سے جو مزہ آتا ہے اس کی مثال خارش کے مزہ کی سی ہے، کسی کو کھجلی ہو جائے تو کھجانے میں بڑا مزہ آتا ہے، اتنا مزہ آتا ہے کہ ایک خارش والا مریض کہہ رہا تھا کہ جب کھجاتا ہوں تو اتنا مزہ آتا ہے جیسے میری شادی ہو رہی ہے اور ولیمہ کی بریانی پک رہی ہے اور شامیانہ لگا ہے اور بہت سے مہمان بیٹھے ہوئے ہیں لیکن جب کھجانے کے بعد کھال پھٹ جاتی ہے، خون نکل آتا ہے اور خارش اور بڑھ جاتی ہے، کھال میں آگ لگ جاتی ہے، جلن بڑھ جاتی ہے، پریشانی بڑھ جاتی ہے

تو پھر ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے وہ بیوی بھی مرگئی، ولیمہ کی بریانی کی دیگ اور شامیانہ بھی اُڑ گیا، کچھ بھی باقی نہ رہا، صرف پریشانی ہاتھ میں رہی۔ اس کے برعکس گناہ چھوڑنے میں تھوڑی دیر کی تکلیف ہوتی ہے، ایک عورت سے نظر بچانے میں تین منٹ کی تکلیف ہوتی ہے، نگاہ بچائی اور آگے چلے گئے، اسے دیکھا ہی نہیں، کچھ پتا ہی نہیں کہ اس کے اندر کیسی ناز ونزاکت تھی اور کیسے گال تھے اور اگر اسے دیکھ لیا تو بہتّر گھنٹہ یعنی تین دن تک اس کا غم رہے گا، اس لئے تعزیت تین دن تک مسنون ہے، کسی کی موت ہوجائے تو اس کے عزیز واقارب سے تعزیت تین دن تک سنت ہے، تین دن میں بہتّر گھنٹہ ہوتے ہیں، توجس نے ہمارا دل بنایا ہے، اسی نے ہمیں نگاہ بچانے کا حکم دیا ہے، اگر نظر نہ بچائی تو تین دن تک دل اس حسین کی یاد میں تڑپتا رہے گا۔

آنکھوں اور زبان کا زنا

لوگ بدنظری کو معمولی گناہ سمجھتے ہیں، بدنظری حرام ہے، بخاری شریف کی روایت ہے:

((زِنَى الْعَيْنِ النَّظَرُ))

(صحیح البخاری: (قدیمی)، کتاب الاستیذان، باب زنا الجوارح دون الفرج، ج۲ ص۹۲۲)

جو بدنگاہی کرتا ہے، عورتوں کو بری نظر سے دیکھتا ہے، حسین لڑکوں کو بری نظر سے دیکھتا ہے تو یہ آنکھوں کا زنا ہے، **وَ زِنَى اللِّسَانِ الْمَنْطِقُ** اور زبان کا زنا اس سے بات چیت کرکے مزہ لینا ہے اور اگر آنکھوں کو بچالیا جائے تو اللہ تعالیٰ ایمان کی مٹھاس عطا کرتے ہیں، ایمان کی حلاوت عطا کرتے ہیں۔

حفاظتِ نظر پر حسنِ خاتمہ کی دلیل

حدیث میں آتا ہے کہ جو اپنی نظر کو بچانے کی تکلیف اٹھالے تو

اللہ تعالیٰ اس کو ایسا ایمان عطا کریں گے:

((یَجِدُ حَلَاوَتَہٗ فِیْ قَلْبِہٖ))

(کنز العمال: (دار الکتب العلمیۃ)، ج ۵ ص ۱۳۰)

کہ اس ایمان کی مٹھاس کو وہ اپنے دل میں پا جائے گا۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ مشکوٰۃ کی شرح مرقاۃ میں لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جس کو ایک دفعہ ایمان کی مٹھاس دے دیتے ہیں پھر کبھی واپس نہیں لیتے اور فرماتے ہیں کہ

((وَقَدْ وَرَدَ اَنَّ حَلَاوَۃَ الْاِیْمَانِ اِذَا دَخَلَتْ قَلْبًا لَّا تَخْرُجُ مِنْہُ اَبَدًا فَفِیْہِ اِشَارَۃٌ اِلٰی بَشَارَۃِ حُسْنِ الْخَاتِمَۃِ لَہٗ))

(مرقاۃ المفاتیح: (رشیدیہ)، کتاب الایمان، ج ۱ ص ۱۴۱)

اللہ تعالیٰ جس کو ایک دفعہ ایمان کی مٹھاس عطا کر دیں گے پھر کبھی واپس نہیں لیں گے، اس میں حسنِ خاتمہ کی بشارت ہے یعنی اس کو ایمان پر موت آئے گی۔

دیکھا آپ نے! ہم لوگ حسنِ خاتمہ کی دعائیں مانگتے ہیں کہ مولانا! دعا کیجیے اللہ خاتمہ ایمان پر کرے، تو آج ایمان پر مرنے کا نسخہ لے لیجیے، سڑکوں پر، کالج کے سامنے، اسکول کے سامنے، ائیر پورٹ پر، ہوائی جہاز میں، ریل کے ڈبّوں میں، اسٹیشنوں پر ایمان کی مٹھاس کے فیصلے ہو رہے ہیں یعنی ان حسینوں سے نگاہ بچا لو ان شاء اللہ تعالیٰ حسبِ وعدہ ایمان کی حلاوت عطا ہو گی۔ اللہ تعالیٰ وعدہ خلافی نہیں کرتے۔

بتائیے! ایمان پر موت، حسن خاتمہ کا انعام کہاں مل رہا ہے؟ آج اتنی بڑی دولت سڑکوں پر بکھری ہوئی ہے، بندر روڈ پر بکھری ہوئی ہے، ایمپریس مارکیٹ میں بکھری ہوئی ہے یعنی دنیا میں ہر جگہ ان حسینوں سے نظر بچاؤ اور ایمان کی حلاوت پاؤ، کیا ہی دولت لوٹنے کا زمانہ ہے! نگاہ نیچی کی اور

حسن خاتمہ کا فیصلہ ہوگیا۔ خواجہ صاحب کا ایک شعر یاد آیا، فرمایا کرتے تھے کہ جب نگاہ بچاتا ہوں تو دل کو غم تو ہوتا ہے لیکن آسمان کی طرف دیکھ کر ایک شعر بھی پڑھتا ہوں، آسمان کی طرف دیکھ کر اللہ تعالیٰ سے ایک بات بھی کر لیتا ہوں ؎

بہت گو ولولے دل کے ہمیں مجبور کرتے ہیں
تری خاطر گلے کا گھونٹنا منظور کرتے ہیں

ایمان کی حلاوت معمولی سودا نہیں ہے، آنکھوں کا حلوہ قربان کردیا تو دل کا حلوہ عطا ہوگیا۔ سبحان اللہ! بصارت کا حلوہ قربان کیا اور بصیرت کا حلوہ مل گیا، کیا یہ معمولی نعمت ہے کہ ایمان پر خاتمہ مقدر ہوگیا اور آپ پریشانی سے بچ گئے؟ اور ان حسینوں کو دیکھنے سے کیا ملے گا؟ حکیم الامت فرماتے ہیں کہ میں ریل کے ایک ڈبہ میں بیٹھا ہوا تھا، دوسری پٹڑی پر ایک اور ریل کھڑی تھی، اس ریل میں میرے ڈبے کے بالکل سامنے والے ڈبے میں ایک پنجابی لڑکا اور اس کی نئی شادی شدہ بیوی بیٹھی تھی۔ حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے ڈبے میں ایک شریر قسم کا نوجوان تھا، وہ نوجوان لڑکا بری نظر کا عادی تھا، بار بار اس کی بیوی کو جھانک رہا تھا، جب اس نے دیکھا کہ یہ شخص دوسری ریل کے ڈبے سے بار بار میری بیوی کو دیکھ رہا ہے تو اسے غصہ آگیا، اس نے کہا او خبیث! کیوں میری بیوی کو بار بار دیکھتا ہے، ارے کتنا ہی دیکھ لے، دل کو جلا لے یہ رات کو میرے ہی پاس سوئے گی، تو اسے نہیں پائے گا۔ حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس کا یہ حکیمانہ جواب مجھے بہت پسند آیا۔

تو جو شخص جیب میں پیسہ نہیں رکھتا، اس کی حیثیت کباب خریدنے کی نہیں ہے اور وہ کباب والے کی دکان سے گذر رہا ہے تو اس کو چاہیے کہ کباب کی خوشبو بھی نہ سونگھے، جلدی سے گزر جائے کیونکہ جو چیز نہ ملنے والی ہو اس کو دیکھنا، دیکھ کر دل کو جلانا، تڑپانا اور پریشان کرنا یہ بے وقوفی ہے، اسی طرح

بدنگاہی کے گناہ کا عقل سے کوئی تعلق نہیں، اس گناہ میں حماقت چھپی ہوئی ہے۔

نظر بازی سے سوءِ خاتمہ کا اندیشہ ہے

علامہ ابن القیم جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ ایسے بھی حالات پیش آئے ہیں کہ بعض اوقات بری نظر ایمان کو سلب کر کے کفر پر خاتمہ تک پہنچا دیتی ہے، چنانچہ انہوں نے ایک واقعہ لکھا ہے کہ ایک نظر باز کے دل میں کسی حسین کا نقشہ اتر گیا، اس کی ایسی کوئی ادا اس کے دل میں اتر گئی کہ نہیں نکل سکی، کیونکہ اس نے اس حسین کی محبت کو دل سے نکالنے کی کوشش ہی نہیں کی اور اس سے نجات حاصل کرنے کے طریقے کسی مصلح سے معلوم نہیں کئے اور اس حسین کی صورت کو دل میں جما لیا۔ نتیجہ کیا ہوا کہ جب مرنے لگا تو لوگوں نے کہا کلمہ پڑھو، اس نے کہا ۔

رِضَاكَ اَشْهٰى اِلٰى فُؤَادِيْ

مِنْ رَّحْمَةِ الْخَالِقِ الْجَلِيْلِ

اے میرے معشوق تیرا راضی ہونا مجھے خالق جلیل کی رحمت سے زیادہ پسند ہے یعنی تیری رضا مجھے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے زیادہ پسند ہے، پھر اسی حالت پر اس کی موت ہوگئی، کفر پر مر کر جہنم میں چلا گیا۔ تو بدنظری کو معمولی گناہ مت سمجھو۔ حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نظر بازوں کو ایک عذاب تو فوراً یہ ملتا ہے کہ اللہ تعالیٰ عبادت کی مٹھاس چھین لیتا ہے، جو چاہے آزمالے، بدنگاہی کر کے قرآنِ کریم کی تلاوت کرے، تسبیح پڑھے اس کو مزہ نہیں آئے گا جب تک خوب توبہ نہ کر لے، تو اللہ تعالیٰ بدنظری کرنے والے کے دل سے عبادت کی مٹھاس چھین لیتے ہیں۔

سب سے بڑا عبادت گذار کون ہے؟

تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس آیت کی دوسری تفسیر یہ فرمائی کہ:

((وَاَیُّکُمْ اَوْرَعُ عَنْ مَّحَارِمِ اللہِ تَعَالٰی شَانُہٗ))

یعنی اللہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے سب سے زیادہ حرام سے کون بچتا ہے؟ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ:

((یَا اَبَا ھُرَیْرَۃَ! اِتَّقِ الْمَحَارِمَ تَکُنْ اَعْبَدَ النَّاسِ))

(سنن الترمذی: (ایچ ایم سعید)؛ کتاب الزھد؛ ج ۲ ص ۵۶)

اے ابو ہریرہ! حرام سے بچ جا، گناہ مت کر، تو سب سے بڑا عبادت گذار ہو جائے گا۔ آج ہمارے ہاتھ میں تسبیح تو ہے، ہم اشراق تو پڑھتے ہیں، بعض لوگ تہجد بھی پڑھتے ہیں، اوّابین بھی پڑھتے ہیں، تلاوت بھی خوب کرتے ہیں، پاجامہ بھی ٹخنہ سے اوپر ہے لیکن آنکھوں کو گناہوں سے نہیں بچاتے، کانوں کو گناہ سے نہیں بچاتے۔

طاعات کا نور محفوظ رکھیں

اگر محمد علی کلے کسی مقابلہ کے لیے کراچی آئے اور آپ لوگ اسے اکیس مرغیوں کا سوپ پلائیں مگر تھوڑا سا سنکھیا بھی کھلا دیں تو اس کا کیا حال ہو گا؟ تو ہم عبادات تو خوب کرتے ہیں مگر گناہ سے نہ بچنے کی وجہ سے عبادت کا سارا نور ضائع کر دیتے ہیں، جیسے ایک ٹنکی میں پانچ ٹونٹیاں ہیں، ایک شخص نے پانی کی موٹر چلائی تاکہ ٹنکی میں پانی بھر جائے لیکن وہ ٹنکی کی ٹونٹیاں بند کرنا بھول گیا، پانچوں ٹونٹیاں کھلی چھوڑ دیں، اب خوش ہو رہا ہے کہ میری ٹنکی بھر رہی ہے، لیکن جب صبح دیکھے گا تو ٹنکی خالی ملے گی۔ ہم بھی تہجد پڑھ کر خوش ہو جاتے ہیں کہ ہمارے دل کی ٹنکی نور سے بھر گئی لیکن جب دکانوں پر جاتے ہیں اور کوئی گاہک آجاتی ہے تو اس وقت امتحان ہوتا ہے اگر اس وقت اس لڑکی کو دیکھ لیا تو تہجد کا نور، اشراق کا نور، ذکر و تلاوت کا نور سب ضائع ہو گیا، لیکن اگر اس وقت نگاہ نیچی کر کے بات کی، اپنی نظر کی حفاظت کی تو اس کی عبادت کا نور بچ جاتا ہے، اور یہ کوئی مشکل کام نہیں ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ صاحب یہ بہت مشکل

کام ہے، کچھ مشکل نہیں بس ذرا دل کو مضبوط کرلے اور نگاہ نیچی کر کے بات کرے، کوشش کرنے سے سب راستے آسان ہوجاتے ہیں۔ اس زمانے میں بھی اللہ تعالیٰ کے بہت سے ایسے بندے موجود ہیں جو اپنی نگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں اور ایک نظر بھی خراب نہیں کرتے اگر کبھی غلطی ہوجائے تو توبہ واستغفار سے اس کی تلافی کرلی جائے۔

اللہ سے دور رکھنے والی چیز دنیا کی محبت ہے

اصل میں دنیا کی محبت ہمیں اللہ والا نہیں بننے دیتی، دل تو ایک ہے، دو دل ہوتے تو ایک دنیا کو دے دیتے اور ایک اللہ میاں کو دے دیتے، اب دل تو ایک ہے یا تو اسے دنیا پر فدا کردو یا اللہ کو دے دو، شریعت یہ نہیں کہتی کہ آپ دکان چھوڑ دیں، تجارت چھوڑ دیں، آپ اپنے بنگلوں سے نکل کر سمندر کے کنارے جھونپڑی ڈال دیں، اسلام یہ نہیں کہتا، اسلام تو اتنا کہتا ہے کہ دنیا کی محبت کو دل کے باہر رکھو، دل کے اندر اللہ کی محبت کو رکھو۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی عجیب مثال دی، فرمایا کہ آخرت اور دنیا کا آپس میں کیا تعلق ہے؟ اسلام اس بارے میں کہتا ہے کہ جو تعلق کشتی اور پانی کا ہے وہی تعلق دنیا کا آخرت سے ہے، آپ کسی کشتی پر بیٹھ جائیں، اگر پانی نہ ہو تو بتاؤ کشتی چلے گی؟ کشتی کے لئے پانی ضروری ہے یا نہیں؟ لیکن اگر آپ ایک بالٹی خرید کر کشتی میں رکھ لیں اور سمندر یا دریا کا پانی بھر بھر کے کشتی کے اندر ڈالنا شروع کردیں تو ملاح آپ کو کیا کہے گا کہ مولانا! کیا کشتی ڈبوؤ گے؟ تو مولانا رومی فرماتے ہیں ؎

آب اندر زیرِ کشتی پشتی است
آب در کشتی ہلاکِ کشتی است

اگر کشتی میں پانی داخل ہوجائے گا تو کشتی ڈوب جائے گی لیکن کشتی کے نیچے پانی ہوگا تو بہت اچھی چلے گی، تو دنیا کو اپنے پاس تو رکھو لیکن دل کے باہر

رکھو، دل کے نیچے رکھو، دل کے اندر اللہ کی محبت رکھو، تقویٰ رکھو، اسلام رکھو، اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کو رکھو، بنگلہ بھی ہو، کار بھی ہو اور کاروبار بھی ہو لیکن دل میں یار ہو یعنی اللہ ہو پھر کوئی غم نہیں، پھر آپ کی دنیا بھی دین ہے لیکن افسوس یہی ہے کہ ہمارے قلب کے اندر دنیائے مردار اس قدر غالب ہے کہ اللہ کی محبت ہمیں اچھی نہیں لگتی جیسے کسی کو نزلہ ہو رہا ہے، ملیریا چڑھا ہوا ہے، قے ہو رہی ہے اس کے سامنے کوئی بریانی پیش کرے، شامی کباب پیش کرے، تو وہ کہتا ہے کہ مولانا کیا بریانی پکالی، یہ تو کڑوی ہے، بے مزہ ہے۔ اسی طرح آج اللہ اور رسول کی محبت کی تقریر کرو تو لوگ کہتے ہیں کہ مزہ نہیں آرہا ہے۔ کیوں؟ اس لئے کہ دنیا کی محبت کا ملیریا چڑھا ہوا ہے، لیکن اگر اس ملیریا کا علاج کروایا جائے، اس کو کونین کھلائی جائے تو بخار اتر جائے گا۔ پھر اس کو شامی کباب پیش کرو تو آپ کا کتنا شکریہ ادا کرے گا۔ اسی طرح جب دنیا کی محبت کا ملیریا اتر جائے گا تو پھر اللہ و رسول پیارے معلوم ہوں گے، دین لذیذ معلوم ہوگا، پھر اللہ کی محبت میں جلا بھنا ہوا دل لے کر آپ جدھر سے گذریں گے تو کافر بھی مسلمان ہو جائے گا۔ ایک ہندو کافر جا رہا تھا اور کسی گھر میں گائے کا گرما گرم کباب تلا جا رہا تھا تو ظالم کہتا ہے کہ ”بوئے کباب مارا مسلمان کرد“، ارے کباب کی خوشبو نے تو مجھ کو مسلمان کر ڈالا۔

(۳) اور تیسری تفسیر اس آیت کی یہ ہے کہ:

((لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَسْرَعُ إِلَىٰ طَاعَةِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ))

اللہ تمہیں آزمانا چاہتا ہے کہ کون اس کی عبادت میں سرگرم ہے؟ جیسے نماز کا وقت آ گیا تو نماز کی طرف دوڑتا ہے، رمضان شریف آ گیا تو روزہ رکھنے کے لئے آگے بڑھتا ہے، عورتیں سامنے آ گئیں نظر کو بچا لیا، اسی طرح مرد سامنے آ گئے تو عورتیں بھی نظر نیچی کر لیں، جھوٹ، غیبت سے بچیں۔

شبِ قدر کے معنی

تو دوستو! آج ستائیسویں رات ہے، مبارک رات ہے، ویسے تو پورا رمضان مبارک ہے کیونکہ اس ماہ میں قرآن نازل ہوا، اِنَّآ اَنۡزَلۡنٰهُ میں ہٗ کی جو ضمیر ہے اَلۡمُرَادُ بِهٰذِهِ الضَّمِيۡرِ الۡقُرۡاٰنُ عِنۡدَ الۡجُمۡهُوۡرِ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر روح المعانی میں فرماتے ہیں کہ امت کا اجماع ہے کہ قرآن اسی شب میں نازل ہوا:

((اِنۡزَالُهٗ كُلُّهٗ جُمۡلَةً وَّاحِدَةً مِّنَ اللَّوۡحِ الۡمَحۡفُوۡظِ اِلَى السَّمَآءِ الدُّنۡيَا))

(روح المعانی: (رشیدیه)، ج۳۰ ص۵۷۳)

یعنی لوحِ محفوظ سے سارا کا سارا قرآن آسمانِ دنیا پر نازل ہوا، یعنی دنیا کے آسمان پر سارا قرآن اسی مہینہ میں لیلۃ القدر یعنی شب قدر میں نازل ہوا، اور شب قدر کیا ہے؟ قدر کے کیا معنی ہیں؟ حکیم الامت بیان القرآن میں فرماتے ہیں کہ قدر کے معنی تعظیم کے ہیں۔ یعنی یہ رات قابلِ تعظیم ہے جیسے آپ کسی سے کہتے ہیں کہ میرے دل میں آپ کی بڑی قدر ہے، تو لیلۃ القدر کے معنی ہیں قدر والی، عظمت والی، تعظیم والی رات۔ رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں سے کسی بھی رات میں لیلۃ القدر ہونے کا امکان ہے لیکن ستائیسویں رات کے بارے میں زیادہ روایات ہیں۔

لیلۃ القدر کی تحقیق

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ جو پانچویں مسلمان ہیں، اپنے بارے میں خود فرماتے ہیں كُنۡتُ خَامِسَ الۡاِسۡلَامِ میں پانچواں شخص تھا جو اسلام لایا ہوں۔ تو حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ شب قدر کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ یعنی شب قدر کس رات میں ہوتی ہے؟ اکیسویں، تئیسویں، پچیسویں، ستائیسویں یا انتیسویں؟ فرمایا کہ میں اپنی رائے کیا پیش کروں، دو بہت بڑی شخصیات کی رائے پیش کرتا ہوں

یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی۔ حضرت حذیفہ صاحبِ سِر تھے یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو کچھ راز کی باتیں بتائی تھیں، مثلاً ان کو منافقین کے نام بتادیئے تھے۔ تو ان دو اصحاب کی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بہت سے صحابہ کی رائے پیش کرتا ہوں کہ:

((كَانَ عُمَرُ وَحُذَيْفَةُ وَنَاسٌ مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَشُكُّوْنَ اَنَّهَا لَيْلَةُ سَبْعٍ وَّعِشْرِيْنَ))

(روح المعانی: (رشیدیہ)، ج ۳۰ ص ۵۷۵)

ان کو شک بھی نہیں ہوتا تھا کہ ستائیسویں رات ہی شبِ قدر ہے، جب میں نے تفسیر روح المعانی میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے دیکھی تو میرے قلب کو بے حد خوشی ہوئی کہ ستائیسویں رات کو ہم بہت زیادہ یقین اور بہت زیادہ امید رکھتے ہیں کہ ان شاء اللہ تعالیٰ یہ رات لیلۃ القدر رہی ہوگی۔

اب آپ کہیں گے، اچھا مان لیجئے کہ آج ہی لیلۃ القدر ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی روایت سے نوّے فیصد مان لیجئے کہ آج ہی لیلۃ القدر ہے، ان شاء اللہ تعالیٰ ہمیں امید بھی یہی ہے کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے بہت ہی معتبر ہوتی ہے، ان کی رائے اور ان کے فیصلے پر اکثر قرآن نازل ہوا، تو آج کی رات لیلۃ القدر کے بارے میں بہت زیادہ امیدوار ہوں لیکن اور راتوں کا بھی خیال رکھنا چاہیے، یہ نہیں کہ آپ لوگ ستائیسویں کے علاوہ اور راتوں کو عبادت کا اہتمام چھوڑ دیں۔

لیلۃ القدر کی فضیلت

تو اب آپ لوگ کہیں گے کہ اس رات کی آخر فضیلت کیا ہے؟

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ رات ایک ہزار مہینوں سے زیادہ افضل ہے:

﴿لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ﴾

(سورۃ القدر: آیۃ ۳)

اسی لیے اس رات کو شب قدر کہتے ہیں۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ بیان القرآن میں، تفسیر خازن کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ اگر کوئی ایک ہزار مہینوں تک عبادت کرے اور کوئی صرف آج کی رات عبادت کر لے تو آج کی رات کی عبادت ایک ہزار مہینے کی عبادت سے افضل ہو جائے گی، اور کتنی افضل ہوگی اس کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے۔ دیکھا آپ نے آج کی رات میں کتنی خیر ہے۔

لَیۡلَةُ الۡقَدۡرِ خَیۡرٌ مِّنۡ اَلۡفِ شَهۡرٍ کا شانِ نزول

اس آیت کا شانِ نزول کیا ہے؟ علامہ آلوسی نے اس کے شانِ نزول کے حوالہ سے دو واقعات بیان کئے ہیں، ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام سے ارشاد فرمایا:

((ذَکَرَ رَجُلًا مِّنۡ بَنِیۡ إِسۡرَآئِیۡلَ لَبِسَ السِّلَاحَ فِیۡ سَبِیۡلِ اللہِ أَلۡفَ شَهۡرٍ))

(تفسیر روح المعانی: (رشیدیہ)، ج۳۰ص۵۷۸)

کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا، اس نے ایک ہزار مہینے تک ہتھیار باندھ کر اللہ کے راستہ میں جہاد کیا، سوتے وقت بھی تلوار لٹکی ہوئی رہتی تھی، سوتے وقت بھی جہاد کے لئے مسلح رہتا تھا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے دل میں سوچا کہ ایک ہزار مہینے تراسی سال چار ماہ ہوئے، تو ہم اتنی عبادت کیسے کر سکتے ہیں؟ تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تسلی کے لئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کی تسلی کے لئے یہ آیت نازل فرما دی کہ اگر یہ لوگ لیلۃ القدر میں عبادت کر لیں تو آپ کے امتی پچھلی امتوں کی تراسی سال چار ماہ والی عبادت سے زیادہ پا جائیں گے۔

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ دوسری روایت نقل کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پچھلی امتوں میں چار آدمیوں کا نام لے کر فرمایا کہ وہ اسّی سال تک عبادت کرتے رہے تھے۔ تو صحابہ کرام نے تعجب کیا کہ ہماری تو عمریں ہی اتنی نہیں

ہیں، اسی وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ کو اور آپ کی امت کو غم ہے کہ ہم اتنی عبادت کیسے کریں جیسے پچھلی امت کے لوگ کرتے تھے لہٰذا اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک رات ایسی دے دی ہے جو پچھلی امتوں کی اسّی سال کی عبادتوں سے بہتر ہے لہٰذا آپ خوش ہو جائیں اور آپ کی امت بھی خوش ہو جائے۔

آیت تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا کی تفسیر

یہ تو ہوگئی لیلۃ القدر کی تعریف، اس کے بعد ہے:

﴿تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا﴾

(سورۃ القدر: آیۃ ۴)

اس رات حضرت جبرئیل علیہ السلام فرشتوں کے ساتھ نازل ہوتے ہیں، حضرت جبرئیل علیہ السلام فرشتوں میں داخل ہیں مگر اَلرُّوْحُ نازل کرکے ان کی عظمتِ شان کے لحاظ سے ان کو الگ بیان کیا گیا، خاص آدمی کا بعد میں تذکرہ کیا جاتا ہے، جیسے ہم کہہ دیں کہ بھئی! تمام لوگ جمع ہیں اور فلاں صاحب بھی ہیں، اگر کوئی خاص عالم، بڑے بزرگ بھی ہوں تو ہم کہہ دیتے ہیں کہ وہ بھی ہیں تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا اس رات میں فرشتے آتے ہیں اور حضرت جبرئیل علیہ السلام بھی آتے ہیں۔ تو جبرئیل علیہ السلام فرشتوں کے ساتھ آخر کیا لے کر آتے ہیں؟

﴿بِاِذْنِ رَبِّهِمْ مِّنْ كُلِّ اَمْرٍ﴾

(سورۃ القدر: آیۃ ۴)

یعنی

((اَیْ اَمْرٌ مِّنَ الْخَیْرِ وَالْبَرَكَةِ))

(روح المعانی: (رشیدیہ)؛ ج ۳۰ ص ۵۷۷)

خیر اور برکت کی چیزیں لے کر آتے ہیں۔

آیت سَلٰمٌ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ کی تفسیر

آگے ہے:

﴿سَلٰمٌ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ﴾

(سورۃ القدر: آیۃ ۵)

یعنی یہ رات سلامتی کی ہے۔ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ اس رات کی بابت فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ رات سلامتی کی رات ہے، اس رات میں کوئی جادوگر اپنا جادو نہیں چلا سکتا، اس رات میں شیطان قید ہو جاتا ہے:

((اِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَخْرُجُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ حَتّٰى يُضِيْءَ فَجْرُهَا))

(روح المعانی: (رشیدیہ)، ج ۳۰ ص ۵۸۴)

لیلۃ القدر میں صبح تک شیطان نہیں نکل سکتا یہاں تک کہ فجر روشن ہو جائے اور علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ لیلۃ القدر میں اللہ تعالیٰ کسی کے بارے میں شر کا کوئی فیصلہ نہیں کرتے:

((لَا يَقْضِيْ فِيْهَا اِلَّا السَّلَامَةَ))

(روح المعانی: (رشیدیہ)، ج ۳۰ ص ۵۸۴)

اللہ تعالیٰ کوئی فیصلہ نہیں کریں گے مگر خیر کا، رحمت کا، برکت کا اور سلامتی کا۔ تو سَلٰمٌ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ کی تفسیر میں علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر روح المعانی میں فرماتے ہیں کہ یہ لیلۃ القدر سلامتی کی رات ہے۔ تینوں چیزوں سے سلامتی ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ آج کی رات میں رحمت کے اور برکت کے فیصلے فرمائیں گے، آج کی رات میں شیطان نہیں نکل سکتا، آج کی رات میں کسی جادوگر کا کسی قسم کا جادو نہیں چل سکتا۔

لیلۃ القدر میں نزولِ ملائکہ کے خاص مقامات

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر روح المعانی میں بڑے پیر صاحب شیخ عبد القادر جیلانی کا قول نقل کر رہے ہیں کہ شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی

کتاب ''غنیۃ الطالبین'' میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالہ سے تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِکَۃُ کی تفسیر پیش کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ شبِ قدر میں جبرئیل علیہ السلام کو حکم دیتے ہیں کہ زمین پر جاؤ، ان کے ساتھ ستّر ہزار خاص فرشتے ہوتے ہیں جو سدرۃ المنتہٰی پر رہتے ہیں، وہ ان کو ساتھ لے کر آتے ہیں اور ہر ایک کے ہاتھ میں نور کا جھنڈا ہوتا ہے وَمَعَهُمُ اَلْوِيَةٌ مِنْ نُّوْرٍ۔ لِوَاءٌ کے معنی جھنڈے کے ہیں، اور وہ چار مقامات پر اترتے ہیں اور جھنڈا گاڑتے ہیں۔

((فِيْ أَرْبَعَةِ مَوَاطِنَ عِنْدَ الْكَعْبَةِ وَقَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَسْجِدِ بَيْتِ الْمَقْدِسِ وَمَسْجِدِ طُوْرِ سَيْنَآءَ))

(روح المعانی: (رشیدیہ)؛ ج ۳۰ ص ۵۸۲)

خانۂ کعبہ، روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، بیت المقدس اور طورِ سینا، ان چار مقامات پر حضرت جبرئیل علیہ السلام ستّر ہزار فرشتوں کے ساتھ اتر کر نور کے جھنڈے گاڑ دیتے ہیں، اس کے بعد فرماتے ہیں تَفَرَّقُوْا ساری دنیا میں پھیل جاؤ، پھر فرشتے ساری دنیا میں پھیل جاتے ہیں، جو لوگ عبادت کرتے ہیں خواہ نفل پڑھ رہے ہوں، تلاوت کر رہے ہوں، اللہ تعالیٰ کا ذکر کر رہے ہوں یا وعظ سن رہے ہوں، ہر ایک کو سلام کرتے ہیں اور مصافحہ بھی کرتے ہیں۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ وعظ کرنا یا سننا ذکر نہیں حالانکہ یہ بھی ذکر ہے، بلکہ یہ تو بہت بڑا ذکر ہے۔

دین کا ایک مسئلہ سیکھنا سو رکعات سے افضل ہے

حدیث میں ہے کہ دین کا ایک مسئلہ سیکھ لینا سو رکعات سے افضل ہے اور دین کا ایک مضمون سیکھ لینا ایک ہزار رکعات سے افضل ہے:

((لَأَنْ تَغْدُوَ فَتَعَلَّمَ آيَةً مِّنْ كِتَابِ اللهِ خَيْرٌ لَّكَ مِنْ اَنْ تُصَلِّيَ مِائَةَ رَكْعَةٍ وَلَأَنْ تَغْدُوَ فَتَعَلَّمَ بَابًا مِّنَ الْعِلْمِ عُمِلَ بِهٖ اَوْلَمْ يُعْمَلْ خَيْرٌ مِّنْ أَنْ تُصَلِّيَ اَلْفَ رَكْعَةٍ))

(ابن ماجہ: (قدیمی)؛ (باب فضل من تعلم القرآن وعلمہ)؛ ص ۲۰)

اب یہاں کتنے مسئلے بیان ہو رہے ہیں، اس وقت تو آپ اتنی رکعات کا ثواب پا جائیں گے کہ آپ ایک رات میں اتنی رکعات پڑھ بھی نہیں سکتے، یہ وعظ کا انتظام بہت ہی بہترین انتظام ہے، اس میں آپ بہت سے مسئلے، دین کی بہت سی باتیں سیکھ لیتے ہیں، اگر آپ نے دس باتیں سیکھ لیں تو سو رکعات کو دس سے ضرب کرلو کتنی رکعات ہوگئیں؟ ہزار رکعات ہوگئیں۔ اتنی رکعات آپ ایک رات میں پڑھ بھی نہیں سکتے۔

حضرت جبرئیل علیہ السلام سے مصافحہ ہونے کی علامات

تو میرے دوستو! حضرت جبرئیل علیہ السلام اور تمام فرشتے ہر اس شخص سے مصافحہ اور سلام کرتے ہیں جو عبادت کررہے ہوتے ہیں اور علامہ آلوسی نے تفسیر روح المعانی میں فرمایا کہ ان کے مصافحہ کی علامت کیا ہوتی ہے؟ کیسے معلوم ہو کہ ہمارا مصافحہ حضرت جبرئیل علیہ السلام سے ہوگیا، تو فرماتے ہیں کہ تین علامات ظاہر ہوتی ہیں:

((عَلَامَۃُ مُصَافَحَتِہٖ عَلَیْہِ السَّلَامُ اِقْشِعْرَارُ الْجِلْدِ وَرِقَّۃُ الْقَلْبِ وَدَمْعُ الْعَیْنَیْنِ))

(روح المعانی: (رشیدیہ)؛ ج ۳۰ ص ۵۸۳)

بدن کے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں، دل نرم ہوجاتا ہے اور آنکھیں بہہ پڑتی ہیں یعنی آنسو نکل پڑتے ہیں، مطلب یہ کہ دعاؤں میں رونا آجاتا ہے، بس سمجھ لو کہ ان کا مصافحہ حضرت جبرئیل علیہ السلام سے ہوگیا۔

ایک اشکال اور اس کا جواب

بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم نے بنگلہ دیش میں ہفتے والے دن سے روزہ رکھا ہے اور یہاں جمعہ سے رمضان شروع ہوا ہے، آج بنگلہ دیش میں ستائیسویں رات ہے، شبِ قدر ہے اور پاکستان میں چھبیسویں رات ہے، تو جگہ

کے فرق سے مختلف جگہوں پر شبِ قدر کیسے ہوتی ہے؟ اس کا جواب حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے دیا ہے کہ اگر چاند کا اختلاف ہوجاتا ہے تو اسی اختلاف کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ ہر جگہ برکت اور فرشتوں کو بھیج دیتا ہے، اس میں کیا اشکال ہے؟ کراچی میں گلشن اقبال میں بارش ہوگئی مگر ناظم آباد خشک پڑا ہے، یا یہاں بارش ہورہی ہے اور سوسائٹی میں ایک بوند پانی نہیں گرا، ایک ہی شہر کے مختلف محلّوں میں، مختلف علاقوں میں بارش ہوتی ہے اور بعض محلّے سوکھے رہتے ہیں، تو اسی طرح کئی جگہوں پر مختلف اوقات میں شبِ قدر بھی ہوسکتی ہے۔ ہمارے اکابر نے ایسا پیارا جواب دیا کہ مسئلہ حل ہوگیا۔

لیلۃ القدر کی دعا

شبِ قدر میں کیا کرنا چاہیے؟ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! اگر ہم لیلۃ القدر پا جائیں تو اللہ سے کیا مانگیں؟ اللہ اللہ! ہمیں مانگنا بھی ہماری ماں نے سکھایا، یہ ان کا ہم پر احسان ہے کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے یہ سوال کرکے قیامت تک کے مسلمانوں کو لیلۃ القدر میں مانگنا سکھادیا۔ واہ رے ہماری ماں! لاکھوں رحمتیں آپ پر نازل ہوں، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا شکریہ ادا کرو۔ تو انہوں نے پوچھا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! اگر ہم لیلۃ القدر پاجائیں تو اللہ سے کیا مانگیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

((قُوْلِیْ اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ کَرِیْمٌ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ))

(سنن الترمذی: (ایچ ایم سعید)؛ کتاب الدعوات؛ ج ۲ ص ۱۹۱)

اے عائشہ! یہ دعا پڑھو، اے اللہ! آپ بہت معاف کرنے والے ہیں، معاف کرنے کو محبوب رکھتے ہیں، بس ہماری خطاؤں کو معاف کردیجیے، اس وقت بھی پڑھ لو کیونکہ فرشتے تو اس وقت بھی ہیں۔

تئیس[۲۳] سالہ بارگاہِ نبوت کی جامع دعا

ابھی ایک اہم دعا اور ہے، ہر انسان کی صحت اتنی اچھی نہیں ہے کہ وہ مناجات مقبول کی ساتوں منزلیں پڑھ لے، لہٰذا آج ایک ایسی دعا بتاتا ہوں جس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تئیس برس کی دعائیں شامل ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زندگی دو حصوں میں تقسیم ہے، تیرہ برس مکہ مکرمہ میں رہے اور دس سال مدینہ منورہ میں رہے۔ ان شاء اللہ اختر آپ کو ترمذی شریف کی روایت سے اسی منبر سے ایک ایسی دعا بھی کرا دے گا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تئیس برس کی تمام دعائیں آپ کو ایک منٹ میں مل جائیں گی۔ اب ترمذی شریف کی روایت پیش کرتا ہوں پھر یہ دعا بھی تین دفعہ مانگ لوں گا، وعظ کے ساتھ ساتھ دعا بھی ہوتی رہے، خالی وعظ ہی تھوڑی کہنا ہے، مانگنا بھی ہے، لگے ہاتھوں اللہ تعالیٰ سے مانگتے بھی جاؤ ؎

دل کو تھاما ان کا دامن تھام کے
ہاتھ میرے دونوں نکلے کام کے

تو یہاں سے جاؤ تو دعا بھی مانگتے ہوئے جاؤ تا کہ یہ کام بھی ہوتا رہے۔ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ ملکِ شام کے آخری صحابی ہیں، انہوں نے عرض کیا یَا رَسُوْلَ اللہِ دَعَوْتَ بِدُعَاءٍ كَثِيْرٍ لَّمْ نَحْفَظْ مِنْهُ شَيْئًا آپ نے تو تئیس برسوں میں بہت سی دعائیں مانگی ہیں، ہمیں ان میں سے کوئی دعا یاد نہیں ہے، ہم کیا کریں؟ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ کا غم دیکھ کر رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی رحمت کو جوش آیا، ان کے سوال پر خدا رحمت نازل کرے، قیامت تک کے مسلمانوں کو تئیس برسوں کی دعائیں ایک منٹ میں مل گئیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا اے ابو امامہ! کیوں غم کرتے ہو، أَلَا أَدُلُّكُمْ عَلٰى مَا يَجْمَعُ ذٰلِكَ كُلَّهٗ کیا میں تجھے ایسی دعا نہ سکھا دوں جو میری زندگی کی تمام دعاؤں کو اپنے اندر شامل کر لے، جو تمام دعاؤں کو جامع ہو، كُلَّهٗ سے تاکید کر دی کہ میری کوئی دعا اس سے الگ نہیں ہوگی،

عربی گرامر کے لحاظ سے کُلَّہٗ اس کی تاکید ہے لہٰذا اس دعا کو بھی مانگ لو:

((اَللّٰھُمَّ إِنِّیْٓ أَسْأَلُكَ مِنْ خَیْرِ مَا سَأَلَكَ مِنْهُ نَبِیُّكَ مُحَمَّدٌ ﷺ وَأَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَ مِنْهُ نَبِیُّكَ مُحَمَّدٌ ﷺ وَأَنْتَ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَیْكَ الْبَلَاغُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ))

(سنن الترمذی:(ایچ ایم سعید)، کتاب الدعوات، ج ۲ ص ۱۹۲)

اے اللہ! میں آپ سے سوال کرتا ہوں ان تمام بھلائیوں کا جو آپ کے نبی نے اپنی زندگی میں مانگی ہیں اور پناہ مانگتا ہوں تمام ان برائیوں سے جن سے آپ کے نبی نے پوری زندگی پناہ مانگی ہے وَأَنْتَ الْمُسْتَعَانُ آپ کی ذات اس قابل ہے کہ جس سے استعانت مانگی جائے وَعَلَیْكَ الْبَلَاغُ اور ہماری فریاد پر آپ کو پہنچنا شفقتاً و احساناً لازم ہے وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ یہ دعا حدیث شریف سے ثابت ہے، تو آج کی رات اللہ تعالیٰ سے مغفرت بھی مانگنا ہے اور استغفار بھی کرنا ہے۔

عذابِ الٰہی سے بچانے والے دو امان

میرے دوستو اور بزرگو! مشکوٰۃ کے شارح ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قرآن میں اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچنے کی دو باتیں بیان ہوئی ہیں، اللہ نے دنیا میں دو امن نازل فرمائے ہیں جو ہمیں عذاب سے بچالیں:

((کَانَ فِی الْأَرْضِ أَمَانَانِ مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ فَرُفِعَ أَحَدُهُمَا فَدُوْنَكُمُ الْاٰخَرَ))

(مرقاۃ المفاتیح:(رشیدیہ)، کتاب الدعوات باب الاستغفار و التوبۃ، ج ۵ ص ۲۳۲)

ایک امن تو اٹھالیا گیا ہے یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ مبارک اور ایک امن باقی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِیُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِیْهِمْ﴾

(سورۃ الانفال: آیۃ ۳۳)

اے دنیا والو! اللہ تم پر عذاب نازل نہیں کرے گا جب تک میرا نبی تمہارے درمیان ہے، جب تک نبی زمین کے اوپر باحیات ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو دنیا سے تشریف لے جا چکے ہیں لیکن آیت کا دوسرا ٹکڑا باقی رہ گیا وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ اور اللہ اپنے بندوں کو عذاب نہیں دیں گے جب تک وہ استغفار کرتے رہیں گے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اے دنیا والو! آنکھیں کھول لو، ایک امن تو ہمارے ہاتھ سے اٹھ گیا، اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دنیا سے اٹھا لیا، اب عذاب سے بچنے کا ایک ہی راستہ رہ گیا ہے کہ ہم استغفار کرتے رہیں، اگر ہم استغفار چھوڑ دیں گے تو اللہ کا عذاب آجائے گا۔

استغفار و توبہ کرنے کا طریقہ

استغفار کس طرح سے کیا جائے؟ دو رکعات صلوٰۃ التوبہ پڑھئے اور سجدہ میں جا کر تین مرتبہ يَارَبِّ اغْفِرْلِیْ کہیے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

((مَا وَضَعَ رَجُلٌ جَبْهَتَهٗ لِلّٰهِ تَعَالٰى سَاجِدًا فَقَالَ: يَارَبِّ اغْفِرْلِیْ، يَارَبِّ اغْفِرْلِیْ، يَارَبِّ اغْفِرْلِیْ، ثَلَاثًا اِلَّا رَفَعَ رَاْسَهٗ وَقَدْ غُفِرَ لَهٗ))

(عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ، مرفوع حکمی، اخرجہ بیہقی فی شعب الایمان و کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال، باب اوقات الاجابۃ، رقم الحدیث: ۴۹۴۲)

کہ جو شخص سجدہ میں تین مرتبہ يَارَبِّ اغْفِرْلِیْ پڑھ لے تو سجدہ سے اس کا سر نہیں اٹھے گا کہ اس کے تمام گناہ[1] معاف کر دیئے جائیں گے۔ اللہ کی رحمت ہمیں معاف کرنے کے لئے بہانہ ڈھونڈتی ہے، عذاب دینے کے لئے بہانہ نہیں ڈھونڈتی۔ تو تین مرتبہ سجدے میں يَارَبِّ اغْفِرْلِیْ يَارَبِّ اغْفِرْلِیْ يَارَبِّ اغْفِرْلِیْ کہیے، اے میرے رب! مجھ کو بخش دیجئے۔ لیکن توبہ و استغفار کی کچھ شرائط ہیں۔

---

[1] صغیرہ گناہ (کیونکہ گناہِ کبیرہ بغیر توبہ کے معاف نہیں ہوتے۔ جامع)

قبولیتِ توبہ کی چار شرائط

دوستو! توبہ قبول ہونے کے لئے علامہ محی الدین ابوزکریا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے مسلم شریف کی شرح المنہاج میں چار شرائط لکھی ہیں:

(المنہاج شرح مسلم للنووی: ج ۱۷، ص ۲۵۔ کتاب الذکر والدعاء والتوبۃ والاستغفار، باب استحباب خفض الصوت بالذکر ۔۔الخ)

نمبرایک، توبہ قبول ہونے کی پہلی شرط ہے اَنْ یَّقْلَعَ عَنِ الْمَعْصِیَۃِ جس گناہ میں مبتلا ہو اس گناہ سے الگ ہوجاؤ، حالتِ گناہ میں توبہ قبول نہیں ہوتی، جیسے کوئی شخص بدنگاہی کررہا ہے اور کہہ رہا ہے توبہ توبہ، کیسی بے حیائی، کیسی عریانی ہے اور ساتھ ساتھ دیکھ بھی رہا ہے، مزے بھی لے رہا ہے، تو یہ توبہ خود قابلِ توبہ ہے، لہٰذا پہلے نگاہ ہٹاؤ، گناہ چھوڑو، گناہ سے ہٹ جاؤ، یہ توبہ کی قبولیت کی شرطِ اوّل ہے۔

دوسری شرط ہے اَنْ یَّنْدَمَ عَلَیْھَا اس گناہ پر نادم ہو جائے، ندامت ہو، ندامت کی تفسیر علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ کی ہے کہ دل میں تکلیف ہو، دکھ ہو، غم ہو، دل میں شرمندگی پیدا ہوجائے۔

تیسری شرط ہے اَنْ یَّعْزِمَ عَزْمًا جَازِمًا اَنْ لَّا یَعُوْدَ اِلٰی مِثْلِھَا عزم کرلے کہ آئندہ ایسا گناہ کبھی نہیں کروں گا، پکا عزم کرلے، پکا ارادہ کرلے، یا اللہ میں اس گناہ کی طرف دوبارہ نہیں لوٹوں گا۔ میں عربی عبارت اس لئے پڑھ دیتا ہوں تاکہ کسی کو شک وشبہ نہ ہو، یہ معلوم ہوجائے کہ اختر کے حوالے بالکل مدلل ہیں۔

اور توبہ کی قبولیت کی چوتھی شرط یہ ہے کہ اگر مخلوق کا کوئی حق مارا ہے اِنْ کَانَ الذَّنْبُ یَتَعَلَّقُ بِبَنِیْ اٰدَمَ فَعَلَیْہِ رَدُّ الْمَغْرَمَۃِ تو یہ ظلم کا حصہ واپس کرنا پڑے گا، ایک شخص نے کسی کی جیب کاٹ کر دس ہزار روپے نکال لئے اور آج کا وعظ سن کر اس نے سوچا کہ مولانا صاحب نے جو تین شرائط بیان کی ہیں تو میں ندامت بھی اختیار کرلوں گا، آئندہ جیب کاٹنے سے بھی توبہ کرلیتا ہوں اور تیسری

شرط کہ گناہ سے الگ ہوجائے تو میں ابھی جیب کاٹ بھی نہیں رہا ہوں لیکن یہ دس ہزار جو پاکٹ ماری ہے اور میری پاکٹ میں ہیں، یہ نہیں واپس کروں گا۔تو یہ توبہ قبول نہیں ہوگی، یہ حرام مال واپس کرنا پڑے گا۔اور اگر سب کھا پی کر ختم کردیا، واپس کرنے کے لئے کوئی وسائل نہیں ہیں تو جا کر اس کے پاؤں پکڑ کر رو رو کر معافی مانگ لے، بس کام بن جائے گا۔ان شاء اللہ تعالیٰ۔

تو ان چاروں شرطوں سے توبہ تو قبول ہوگئی، معافی ہوگئی لیکن کل آپ بازار گئے اور پھر وہی گناہ ہوگیا تو کیا پہلی توبہ بیکار ہوجائے گی؟ نہیں۔ بلکہ یہ قبول ہوگئی اب دوسری توبہ جب ٹوٹے گی تو پھر جوڑنا پڑے گا۔ جیسے ابھی وضو ہے، لیکن اگر یہ وضو ٹوٹ جائے تو اس وضو سے آپ نے جو نماز پڑھی ہے کیا وہ دُہرانی پڑے گی؟ نہیں۔ جب وضو ٹوٹ جائے تو آپ دوبارہ وضو کر لیجئے۔اسی طرح اگر توبہ ٹوٹ گئی تو پھر توبہ کر لیجئے۔

آسان حساب

اور یہ دعا بھی کرو کہ اللہ تعالیٰ روزِ قیامت ہمیں بے حساب بخش دے کیونکہ حدیث پاک میں آتا ہے:

((مَنۡ نُوۡقِشَ الۡحِسَابَ عُذِّبَ))

(بخاری شریف: (قدیمی)، کتاب الرقاق، باب من نوقش الحساب عذب، ج ۲ ص ۹۶۸)

جس سے سوال جواب شروع ہوگیا بس اس کی خیریت نہیں ہے، اس لئے اللہ سے بے حساب مغفرت مانگنی چاہئے۔اور اس کا نسخہ، قیامت کے دن بے حساب مغفرت ملنے کا نسخہ، ہمیں ہماری اماں، ام المومنین نے عنایت فرمایا۔جی ہاں، امت پر یہ کرم اماں عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا، اللہ ان کی قبر کو اپنی رحمتوں سے بھر دے، مائی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے سوال کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! کیا آپ کی امت میں کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جن کو بے حساب بخش دیا جائے گا؟

((اَیَدۡخُلُ اَحَدٌ مِّنۡ اُمَّتِکَ الۡجَنَّۃَ بِغَیۡرِ حِسَابٍ قَالَ نَعَمۡ مَنۡ ذَکَرَ ذُنُوۡبَہٗ فَبَکٰی))

(احیاء علوم الدین: ج ۶ ص ۶۹)

آپ نے فرمایا کہ ہاں! جو تنہائیوں میں اکیلے اپنے گناہوں کو یاد کرکے اللہ تعالیٰ سے رویا کرتے ہیں اور اللہ سے اپنی معافی مانگا کرتے ہیں، تو ان کو اللہ تعالیٰ بے حساب بخش دیں گے۔

جو گرے ادھر زمیں پر مرے اشک کے ستارے

تو آپ کو بے حساب بخشش کا نسخہ مل گیا، اللہ سے یہ رونا بڑا کام آتا ہے۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس قدر مانگا ہے کہ:

((اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَسۡئَلُکَ عَیۡنَیۡنِ ھَطَّالَتَیۡنِ تَسۡقِیَانِ الۡقَلۡبَ بِذُرُوۡفِ الدَّمۡعِ))

(الجامع الصغیر للسیوطی: ج ۱ ص ۵۹)

اے اللہ! مجھے ایسی آنکھیں عطا فرما کہ جو بارش کی طرح موسلا دھار رونے والی ہوں، معلوم ہوا کہ یہ آنسو بڑے قیمتی ہیں جو سیّد الانبیاء مانگ رہے ہیں، اگر یہ آنسو معمولی ہوتے تو سیّد الانبیاء نہ مانگتے۔ جو چیز نبی مانگے گا تو بڑھیا چیز ہوگی یا نہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عرض کرتے ہیں اے اللہ! ایسی آنکھیں عطا فرما جو رو رو کر دل کو سیراب کردیں، ایمان کو ہرا بھرا کردیں، معلوم ہوا رونے سے دل کا ایمان ہرا بھرا ہوتا ہے۔ مولانا رومی فرماتے ہیں کہ ؎

اے دریغا اَشکِ من دریا بُدے
تا نثارِ دلبرِ زیبا شُدے

اے کاش! میرے آنسو دریا ہوجاتے تو میں اپنے اللہ پر اسے قربان کردیتا، سبحان اللہ! مولانا رومی نے کیا دعا مانگی۔ اس پر ایک واقعہ یاد آیا جسے میرے شیخ

نے مجھ سے بیان فرمایا۔ جونپور میں ایک مشاعرہ ہورہا تھا، وہاں ایک مصرع طرح دیا گیا۔

کوئی نہیں جو یار کی لادے خبر مجھے

یہ مصرع طرح دیا گیا، اسی پر شاعر اپنا اپنا شعر بنا کر لائے۔ ایک نوجوان نے اس کا جو مصرع بنایا تو اتنا غضب کا تھا کہ اس کو نظر لگ گئی اور تین دن کے بعد اس کا انتقال ہو گیا، ایسا غضب کا مصرع اس نے لگایا۔

کوئی نہیں جو یار کی لادے خبر مجھے
اے سیلِ اَشک تو ہی بہادے اُدھر مجھے

یعنی اتنا رونا آئے کہ مجھے بہا کر میرے محبوب تک پہنچادے۔ کیا غضب کی شاعری ہے!

رونا نہ آئے تو رونے والوں کی شکل ہی بنالو

دوستو! اللہ تعالیٰ کی یاد میں رونا تو بڑی نعمت ہے ہی لیکن اب مان لو خدانخواستہ کوئی اس میں ایسا مسلمان ہو کہ اتنی تقریر سننے کے بعد بھی اس کا آنسو نہ نکلے تو کیا ہوگا؟ وہ کہے گا کہ میں تو محروم ہو گیا۔ نہیں! اس کے لئے بھی اللہ کے ہاں رحمت ہی رحمت ہے۔ ایک اور طریقہ شریعت نے بتادیا:

((اِبْکُوْا فَاِنْ لَّمْ تَبْکُوْا فَتَبَاکَوْا))

(سنن ابن ماجة: (قدیمی)، کتاب الزهد، باب الحزن والبکاء، ص ۳۰۹)

اگر آنسو نہ نکل سکے تو رونے والوں کی شکل بنالینا۔

بنا کر فقیروں کا ہم بھیس غالبؔ
تماشائے اہلِ کرم دیکھتے ہیں

رونے والوں کی شکل بنانے والا بھی ان شاء اللہ، اللہ کی رحمت و کرم سے محروم نہیں رہے گا۔ لو بھئی! کتنا آسان ہو گیا، رونے والوں کی شکل ہی بنالو۔

ایک اشکال اس پر رہ گیا کہ حدیث میں آتا ہے کہ اللہ کے خوف سے جو آنسو نکلے، تو جہاں جہاں وہ آنسو لگ جائے گا، دوزخ کی آگ وہاں حرام ہوجائے گی۔

((مَا مِنْ عَبْدٍ مُّؤْمِنٍ يَّخْرُجُ مِنْ عَيْنَيْهِ دُمُوْعٌ وَّاِنْ كَانَ مِثْلَ رَأْسِ الذُّبَابِ مِنْ خَشْيَةِ اللهِ ثُمَّ يُصِيْبُ شَيْئًا مِّنْ حُرِّ وَجْهِهٖ اِلَّا حَرَّمَهُ اللهُ عَلَى النَّارِ ۔رواہ ابن ماجۃ))

(مشکوۃ المصابیح :(قدیمی)؛ باب البکاء والخوف ص ۴۵۸)

تو معافی مانگتے ہوئے بندہ گڑگڑا رہا ہے اور اپنے آہ و نالوں سے عرشِ الٰہی ہلا رہا ہے، اے اللہ! میرے گناہوں کو معاف کردیجیے، میں دوزخ کی آگ کو برداشت نہیں کرسکتا ہوں، قیامت کی ذلت و رسوائی سے بچایئے، میرے گناہوں کو معاف کردیجیے تو معافی مانگتے مانگتے آنسو نکل آیا، اس نے پونچھ بھی لیا، جگہ جگہ اس کو پھیلا بھی لیا تو حدیث کے وعدے کے مطابق اتنا حصہ دوزخ میں نہیں جائے گا۔ لیکن اس پر کسی کو اشکال ہوسکتا ہے، خیال آسکتا ہے کہ اگر اتنا آنسو نہ نکلا کہ سارے جسم پر لگالے، اتنا آنسو نکالنا تو بہت مشکل ہے، صرف چہرے پر مل لیا، تو چہرہ تو جنت میں چلا جائے گا باقی جسم کا کیا ہوگا؟ اس پر ایک واقعہ پیش کرتا ہوں۔

بادشاہ عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ

حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک ہندو راجہ تھا، جب وہ مرگیا تو اس کا بیٹا گدی چاہتا تھا مگر اس کے چچا وغیرہ اس گدی کو ہڑپ کرنا چاہتے تھے۔ عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کا زمانہ تھا، وزیروں نے کہا کہ ہم نے اس کے باپ کا نمک کھایا ہے، بادشاہ کے پاس چلتے ہیں، ہم بھی اس کی سفارش کردیں گے۔ اس کو سکھا پڑھا کر لے گئے، راستہ بھر سکھاتے رہے کہ عالمگیر بادشاہ یہ پوچھے

تو یہ جواب دینا، یہ پوچھے تو یہ جواب دینا۔ اس نے کہا کہ اچھا! آپ لوگوں نے جو راستے بھر سکھایا ہے اگر اس کے علاوہ بادشاہ نے پوچھ لیا تو کیا جواب دوں؟ تب دونوں وزیروں نے ہنس کر کہا کہ ظالم! بڑا ہی تیز ہے، اس کو اس کے حال پر چھوڑ دو، یہ خود ہی جواب دیدے گا۔ جب قلعہ میں داخل ہوا تو عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ حوض پہ غسل کر رہے تھے، ہندو لڑکا جا کر رویا اور کہا حضور! میرا باپ مر گیا ہے، مجھے راجہ بنا دیجیے، گدی مجھ کو دے دیجیے ورنہ میرے چچا وغیرہ لے لیں گے۔ تو آپ نے جواب دینے کے بجائے اس کی عقل کا امتحان لیا اور اس کے دونوں بازوؤں کو پکڑ کر کہا کہ تجھے حوض میں ڈبو دوں؟ تو بجائے رونے کے وہ ہنسنے لگا اور زور سے قہقہہ مارا۔ تب بادشاہ نے کہا کہ تو تو پاگل معلوم ہوتا ہے، ڈرنے کے مقام پر ہنس رہا ہے، تو کیا راجہ بنے گا؟ اس نے کہا حضور کا اقبال بلند ہو! آپ ذرا وجہ بھی تو پوچھئے کہ میں کیوں ہنسا؟ پھر آپ فیصلہ فرمایئے گا۔ عالمگیر نے کہا کہ اچھا بتا کیوں ہنسا؟ اس نے کہا کہ آپ بادشاہ ہیں، بادشاہوں کا اقبال ہوتا ہے، آپ کی بڑی عزت ہے، بڑی طاقت ہے، آپ بادشاہ ہیں، اگر آپ کسی کی اتنی سی انگلی پکڑ لیں تو وہ ڈوب نہیں سکتا اور میرے تو دونوں بازو آپ کے ہاتھوں میں ہیں، میں کیسے ڈوب سکتا ہوں؟

اس واقعے کو بیان کر کے حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم اللہ کی رحمت سے اس سے زیادہ امید رکھیں جتنی وہ ہندو لڑکا ایک دنیا کے بادشاہ سے رکھتا ہے کہ ہمارا اللہ کریم ہے، اگر چہرہ جنت میں ڈالے گا تو سارا جسم اٹھالے گا ان شاء اللہ! سب جنت میں پہنچا دے گا۔

شبِ قدر میں ثواب کمانے کا آسان طریقہ

مجھے رمضان میں بہت ضعف رہتا ہے لیکن میں نے بیان کا وعدہ اس لیے کر لیا کہ عبادت کے لئے جاگنا ہے تو اکیلے کیا جاگنا، سب کو جگائے تو مزہ ہے۔ اس پر ایک واقعہ سنئے۔ حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک بہو

نے اپنی ساس سے کہا کہ اماں جان جب میرے بچہ پیدا ہو تو مجھے جگا دینا، کہیں ایسا نہ ہو کہ میں سوتی رہ جاؤں اور بچہ چار پائی سے نیچے دَھم سے گر پڑے، ماں کو اولاد سے ایسی محبت ہوتی ہے۔ تو اس کی ساس نے کہا کہ بیٹی، جب تجھے بچہ ہوگا تو تجھے جگانا نہیں پڑے گا، تو تو ایسا جاگے گی کہ محلہ بھر کو جگائے گی۔ حضرت فرماتے ہیں اللہ کی محبت کا درد بھی ایسا ہی ہوتا ہے بلکہ اس سے زیادہ ہوتا ہے، جس کے دل میں اللہ اپنی محبت کا درد پیدا کرتا ہے پھر وہ صرف خود نہیں جاگتا بلکہ جہاں بھی جاتا ہے ؎

بن کے دیوانہ کریں گے خلق کو دیوانہ ہم
بر سر منبر سنائیں گے ترا فسانہ ہم

اور ؎

جہاں جاتے ہیں ہم تیرا فسانہ چھیڑ دیتے ہیں
کوئی محفل ہو تیرا رنگِ محفل دیکھ لیتے ہیں

اہل اللہ کی برکات

جہاں جاتا ہے، بندے اس کی نسبت کی برکت سے اللہ والے بن جاتے ہیں۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کوئی اللہ کا ولی کسی بستی سے اگر صرف گزر جائے:

((لَوْ اَنَّ وَلِیًّا مِّنْ اَوْلِیَآءِ اللّٰہِ مَرَّ بِبَلْدَۃٍ لَنَالَ بَرَکَۃَ مُرُوْرِہٖ اَھْلُ تِلْكَ الْبَلْدَۃِ))

(مرقاۃ المفاتیح: (رشیدیہ)، ج ۵ ص ۱۹۱)

اور ٹھہرے نہیں، اس کو ٹھہرنے کا موقع نہیں ہے تو بھی اس بستی والے اس کے گزرنے کی برکات ضرور پا جائیں گے، محروم نہیں رہیں گے۔ اور فرمایا:

((اِنَّ اللّٰہَ یَنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِ اَوْلِیَآءِہٖ فِیْ کُلِّ وَقْتٍ فَاِذَا رَاٰی فِیْ قُلُوْبِھِمْ لِعَبْدٍ مَحَلًّا یَنْظُرُ اِلَیْہِ بِاللُّطْفِ))

(مرقاۃ المفاتیح: (رشیدیہ)، ج ۵ ص ۱۹۱)

اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کے دل کو ہر وقت دیکھتے رہتے ہیں جن جن کی محبت اللہ والوں کے دل میں ہوتی ہے، جو لوگ اللہ والوں سے ملتے جلتے رہتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو بھی نظر رحمت سے دیکھ لیتے ہیں اور ان پر بھی لطف و کرم کی بارش کردیتے ہیں۔ یہ ہے اللہ والوں کی شان! جس کو مرقاۃ میں ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں، صرف تصوف کی کسی کتاب کا حوالہ نہیں دے رہا ہوں، حدیث کی کتاب مشکوٰۃ کی شرح مرقاۃ کے مصنف محدث عظیم ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کا حوالہ پیش کررہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں کی محبت اور ان کی ملاقات سے کیا کیا انعامات ملتے ہیں۔

تو میں یہی عرض کررہا تھا کہ مجمع کے اندر جب اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو چار نعمتیں تو آپ نے سنی ہیں کہ رحمت کے فرشتے اس مجلس کو گھیر لیتے ہیں، اللہ کی رحمت ڈھانپ لیتی ہے اور سکینہ اترتا ہے، اللہ تعالیٰ فرشتوں میں ذکر فرماتے ہیں، پھر ایک مسئلہ سیکھنے سے سو رکعت کا ثواب ملتا ہے۔ تو یہ شارٹ کٹ راستہ ہے۔ ایک شاعر نازش پرتاب گڑھی کہتا ہے ؎

آؤ دیارِ دار سے ہو کر گزر چلیں
سنتے ہیں اس طرف سے مسافت رہے گی کم

یعنی اللہ کے راستے میں شہید ہوجائیں، جنت کا انتہائی مختصر راستہ خدا کے راستہ کی شہادت ہے، تو میں بھی ہمت کرکے دن ورات میں اپنا نظام ایسا بنالیتا ہوں کہ کم محنت میں زیادہ ثواب مل جائے، اسی بہانے سے جاگنا بھی ہورہا ہے اور درمیان درمیان میں دعا بھی ہورہی ہے۔

تو میرے دوستو! آج کی رات میرے لیے بھی دعا کریں، آپ سب سے گزارش ہے، میری صحت کے لیے، قوت کے لیے اور جو اللہ تعالیٰ کی محبت ومعرفت کی باتیں عرض کی جارہی ہیں، اس وعظ کو اللہ تعالیٰ قبول فرمائے

اور اس وعظ کو قبول فرما کر ہم کو، آپ کو، سننے والوں کو، سنانے والے کو سب کو اللہ تعالیٰ قبول فرمالے۔ دیکھو! دو بج رہے ہیں، ہم تو سمجھ رہے تھے کہ ایک گھنٹہ ہوا ہوگا، اس وقت تو مغفرت والی رات ہے لہٰذا مغفرت پر ہی مضمون بیان کروں گا۔

وصول الی اللہ کے دو دروازے

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، میرے استاذ ابو اسحاق اسفرائنی رحمۃ اللہ علیہ نے تیس برس تک دعا مانگی کہ اے اللہ! مجھ کو معصوم کر دیجئے، ایسا کر دیجیے کہ مجھ سے کبھی کوئی غلطی اور کوئی گناہ نہ ہو لیکن تیس برس تک دعا قبول نہیں ہوئی۔ تو وسوسہ آیا کہ اللہ تعالیٰ تو کریم ہیں، پھر میری دعا کیوں قبول نہیں ہوئی؟ دیکھئے! کریم کے معنی اَلَّذِیۡ یُعۡطِیۡ بِدُوۡنِ الۡاِسۡتِحۡقَاقِ، جو بلا استحقاق دیدے، بلا صلاحیت دیدے۔ قابلیت دیکھ کر دیا تو سخی ہے کریم نہیں، لہٰذا ہمارا آپ کا سابقہ کریم سے ہے، کریم کی تعریف یاد رکھیے گا تو کبھی مایوسی نہیں ہوگی۔ ہم آپ سوچتے ہیں کہ ہمارے اتنے گناہ، ہم اتنے نالائق ہیں، ہم کیسے جنت مانگیں؟ کیسے اعلیٰ درجے کا ولی اللہ بننے کی دعا کریں کہ اللہ ہم کو بہت بڑا ولی اللہ بنادے، صدیقین میں داخل کر دے، ہم ڈرتے ہیں کہ ہمارے اعمال اس قابل نہیں ہیں، ہم اپنی قابلیت کو دیکھتے ہیں تب دعا مانگتے ہیں۔ یہی ہماری غلطی ہے، کریم کی تعریف ہمارے سامنے نہیں ہے۔ اس محدث عظیم ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے کریم کی تعریف یہی لکھی ہے، اسے ہمیشہ یاد رکھیے تو مرتے دم تک ان شاء اللہ، اللہ سے امیدیں لے کر جائیں گے اور وہ کریم آپ کو نواز دے گا۔ اس لیے شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا جب انتقال کا وقت قریب ہوا تو تھوڑی دیر پر کہتے تھے یا کریم، یا کریم بس یا کریم کرتے ہوئے چلے گئے۔ لہٰذا جب دعا مانگئے تو اللہ سے یوں مانگئے کہ اے اللہ! ہم کو اپنے اولیائے صدیقین کی زندگی عطا کر دیجیے کیونکہ ولی اللہ کا

سب سے اونچا طبقہ صدیقین کا ہے، نبیوں کے بعد صدیقین ہیں، ابوبکر صدیق تمام صدیقین میں سب سے اعلیٰ تھے، بہت سے اور صدیقین بھی ہیں۔ قیامت تک صدیقین پیدا ہوتے رہیں گے، صدیقیت کا دروازہ کھلا ہوا ہے، صرف نبوت کا دروازہ بند ہوا ہے۔ اولیاء اللہ کا سب سے اونچا درجہ مانگئے۔ اللہ تعالیٰ سے گھٹیا چیز مت مانگا کیجئے کیونکہ گھٹیا چیز تو اس وقت مانگے جب اپنے ظرف کے اعتبار سے مانگنا ہو، جب اللہ تعالیٰ کے کرم وقابلیت سے پالا ہے تو پھر اپنی نا قابلیت کو کیوں پیش کرتے ہو؟ تو یوں دعا کیجیے کہ اے اللہ! آپ کریم ہیں اور کریم کی شان یہ ہے کہ بلا صلاحیت و بلا قابلیت دیتا ہے، اس لیے ہم اپنی قابلیت سے نظر ہٹا کر، اپنی نالائقی سے نظر ہٹا کر، آپ کی رحمت پر نظر کرتے ہوئے، آپ کے کریم ہوتے ہوئے ہم آپ سے مانگتے ہیں کہ آپ اپنے اولیائے صدیقین کی زندگی ہم سب کو نصیب فرمادے اور اسی پر وفات بھی نصیب فرمادے۔

تو علامہ ابواسحاق اسفرائنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے تیس برس تک دعا کی کہ اے اللہ! مجھ سے غلطی نہ ہو، پھر بھی خطا ہوجاتی تھی۔ آسمان سے آواز آئی کہ اے ابواسحاق اسفرائنی! تجھ کو وسوسہ آ گیا کہ میں نے تیری تیس برس کی دعا قبول نہیں کی، کیونکہ اب بھی تجھ سے خطائیں ہورہی ہیں لہٰذا سن لے کہ تیرا مقصد یہی ہے کہ تو میرا محبوب ہوجائے، تو کیا میرے محبوب بننے کا ایک ہی راستہ ہے کہ کبھی خطا نہ ہو؟ کیا دوسرا راستہ نہیں ہے؟

﴿اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیۡنَ ۝﴾

(سورۃ البقرۃ: آیۃ ۲۲۲)

تو نے قرآن میں نہیں پڑھا کہ اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کو محبوب بنالیتا ہے، اگر خطا ہوتی ہے تو تو کیوں گھبراتا ہے؟ میرا محبوب بننے کی دو کھڑکیاں ہیں، ایک کھڑکی تو بالکل متقی مقدس لوگوں کی ہے جو کبھی خطا نہیں کرتے۔ ایک کھڑکی اور بھی ہے اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیۡنَ، جب دو کھڑکیاں ہیں تو تو ایک

ہی کھڑکی کو تجویز کیوں کرتا ہے؟ لہٰذا اللہ تعالیٰ ان کو بھی پیار کر لیتے ہیں، محبوب بنا لیتے ہیں جو توبہ کر لیتے ہیں مگر انہی چار شرطوں کے ساتھ جو پہلے بیان کی تھیں۔

مرتے دم تک ہمت نہ ہارے

بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ اگر ایک گناہ سو مرتبہ ہو جائے تو کیا اللہ تعالیٰ سو مرتبہ معاف کر دیں گے؟ جی ہاں! سو دفعہ نہیں، ایک لاکھ دفعہ بھی معاف کر دیں گے۔ بشرطیکہ توبہ کی شرائط کے ساتھ ہو، توبہ کرتے وقت توڑنے کا ارادہ نہ ہو، بعد میں ٹوٹتا رہے، آپ اسے جوڑتے رہیے۔

جو ناکام ہوتا رہے عمر بھر بھی
بہرحال کوشش تو عاشق نہ چھوڑے
یہ رشتہ محبت کا قائم ہی رکھے
جو سو بار ٹوٹے تو سو بار جوڑے

گناہ کو نہیں چھوڑتے ہو تو اللہ میاں کو کیوں چھوڑتے ہو؟ وہ بیٹا بڑا نالائق ہے جو نافرمانی سے تو باز نہیں آتا اور ابا کو بھی چھوڑ دے۔ تو اللہ تعالیٰ سے رشتہ جوڑتے رہو۔

نہ چت کر سکے نفس کے پہلواں کو
تو یوں ہاتھ پاؤں بھی ڈھیلے نہ ڈالے
ارے اس سے کشتی تو ہے عمر بھر کی
کبھی وہ دبالے کبھی تو دبالے

صحبتِ اہل اللہ عجب کیمیا ہے

نفس کے ساتھ لڑتے رہو، ان شاء اللہ! اللہ تعالیٰ آپ کو غالب کر کے اٹھائیں گے لیکن ایک آسان نسخہ بھی بتاتا ہوں کہ جس سے سچی توبہ نصیب ہو جائے اور گناہ سے چھٹکارا مل جائے اور آپ اللہ والی حیات پا جائیں، اللہ کے دوستوں کی زندگی نصیب ہو جائے، اللہ تعالیٰ نے اس کا بھی نسخہ ارشاد

فرمایا ہے۔

﴿یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَ کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ۝﴾

(سورۃ التوبۃ: آیۃ ۱۱۹)

اے ایمان والو! تقویٰ اختیار کرو اور کاملین کی صحبت میں رہو، اللہ والوں کی صحبت میں رہو، آنا جانا رکھو، آپ دیکھیں گے کہ کیسے کایا پلٹتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مقبول بندوں کی صحبت میں کیمیا کا اثر رکھا ہے جیسے مقناطیس کا اثر ہوتا ہے۔ اسی لیے حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ سے جب پوچھا گیا کہ تھوڑی دیر اللہ والوں کی صحبت سو برس کی اخلاص کی عبادت سے کیوں افضل ہے؟ تو حضرت نے فرمایا کہ سو برس تو کم کہا، اللہ والوں کی صحبت ایک ہزار سال کی عبادت سے بھی زیادہ افضل ہے کیونکہ اللہ والوں کی صحبت سے دل میں ایسا یقین اتر جاتا ہے کہ مردود ہونے کا خطرہ ختم ہوجاتا ہے، ایمان پر خاتمہ مقدر ہوجاتا ہے، برعکس اس کے شیطان نے ہزاروں سال عبادت کی لیکن مردودیت سے نہیں بچ سکا۔ میرے پاس کتاب حسن العزیز کا حوالہ موجود ہے، جو چاہے آکر دیکھ لے اور میں اس کو ایک حدیث سے بھی ثابت کرتا ہوں ورنہ کوئی صاحب کہہ سکتے ہیں کہ یہ تو ولی اللہ کا قول ہے۔

یہ بتاؤ! اللہ والوں سے کس لیے محبت کرتے ہو؟ کوئی خون کا رشتہ نہیں ہوتا، نہ کوئی زبان اور نہ صوبائیت نہ تجارت، وہاں تو سب سے بڑا اللہ کی محبت ہی کا رشتہ ہے:

((ثَلَاثٌ مَّنْ کُنَّ فِیْہِ وَجَدَ بِھِنَّ حَلَاوَۃَ الْاِیْمَانِ:.......وَمَنْ اَحَبَّ عَبْدًا لَا یُحِبُّہٗ اِلَّا لِلّٰہِ....))(متفق علیہ)

(مشکوٰۃ المصابیح:(قدیمی)؛ کتاب الایمان؛ ص ۱۲)

توحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں جو کسی سے اللہ کے لیے محبت کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو ایمان کی حلاوت دے دیتے ہیں، ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

((وَقَدْ وَرَدَ اَنَّ حَلَاوَۃَ الْاِیْمَانِ اِذَا دَخَلَتْ قَلْبًا لَّا تَخْرُجُ مِنْہُ اَبَدًا فَفِیْہِ اِشَارَۃٌ اِلٰی بَشَارَۃِ حُسْنِ الْخَاتِمَۃِ لَہٗ))

(مرقاۃ المفاتیح: (رشیدیہ)، کتاب الایمان، ج ۱ ص ۱۴۱)

جس کو اللہ ایمان کی حلاوت ایک مرتبہ دے دیتے ہیں پھر کبھی واپس نہیں لیتے لہٰذا اللہ والوں کی محبت میں بھی حسن خاتمہ کی بشارت کا اعلان ہے۔

حسن خاتمہ کے چار نسخے

آج آپ کے سامنے ایمان پر مرنے کے نسخے بھی بیان ہو رہے ہیں، ایک نسخہ تو پہلے بیان کر چکا ہوں کہ حفاظتِ نظر کرلو، حسن خاتمہ کا فیصلہ ہوجائے گا۔ اور دوسرا نسخہ ایمان پر مرنے کا کیا ہے؟ کہ کسی سے اللہ کے لیے محبت کرلو اور اللہ والوں سے جو محبت ہوتی ہے وہ اللہ ہی کے لیے ہوتی ہے۔ دو نسخہ ہو گیا۔

تیسرا نسخہ ہے اذان کے بعد کی دعا۔ بخاری شریف کی روایت ہے، حضرت جابر رضی اللہ عنہ راوی ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں کہ جب اذان سنو تو:

((فَقُوْلُوْا مِثْلَ مَا یَقُوْلُ الْمُؤَذِّنُ))

(صحیح البخاری: (قدیمی)، کتاب الاذان، باب ما یقول اذا سمع المنادی، ج ۱ ص ۸۶)

جو موذن کہے تو اذان کا وہی جواب دو اور حی علی الصلوٰۃ، حی علی الفلاح پر لاحول ولاقوۃ الا باللہ پڑھو، اس کے بعد

((ثُمَّ صَلُّوْا عَلَیَّ))

(صحیح المسلم: (قدیمی)، کتاب الصلوٰۃ، باب استحباب القول مثل قول الموذن، ج ۱ ص ۱۶۶)

مجھ پر درود بھیجو، پھر یہ دعا پڑھو:

((اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّآمَّۃِ وَالصَّلٰوۃِ الْقَآئِمَۃِ اٰتِ مُحَمَّدَنِ الْوَسِیْلَۃَ وَالْفَضِیْلَۃَ وَابْعَثْہُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَنِ الَّذِیْ وَعَدْتَّہٗ (بخاری) اِنَّکَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ (بیہقی)))

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ اس کے لیے میری شفاعت واجب ہوجائے گی:

((حَلَّتْ لَهُ شَفَاعَتِيْ))

(صحیح البخاری: (قدیمی)، کتاب الاذان، باب ما یقول اذا سمع المنادی، ج ۱ ص ۸۶)

میری شفاعت اس کے لیے واجب ہوجائے گی۔ اب ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت سنئے، فرماتے ہیں:

((فِيْهِ إِشَارَةٌ إِلٰى بِشَارَةِ حُسْنِ الْخَاتِمَةِ))

(مرقاۃ المفاتیح: (رشیدیہ)، باب الاذان، ج ۲ ص ۳۳۱)

جب شفاعت واجب ہوجائے گی تو اس میں بھی حسنِ خاتمہ کی بشارت موجود ہے کیونکہ شفاعت اسی کو واجب ہوگی جو مومن ہو کر مرے گا، کافر کو حضور کی شفاعت نہیں ملے گی۔

جس وقت میں نے الٰہ آباد میں اسے بیان کیا تو مولانا شاہ محمد احمد صاحب دامت برکاتہم بہت صاحبِ نسبت، اکابر بزرگانِ دین میں سے ہیں، بیمار تھے، اٹھ کر بیٹھ گئے اور فرمایا کہ اختر تم نے اس وقت مجھے جوان کردیا، مجھے تو خبر ہی نہیں تھی، آج تک کسی عالم سے نہیں سنا تھا کہ اذان کے بعد کی دعا پڑھنے سے حسن خاتمہ مقدر ہوجاتا ہے اور حدیث بھی بخاری شریف کی ہے۔ اللہ اکبر! اذان کے بعد کی دعا جس کو یاد نہ ہو، یاد کرلو۔ میں نے جہاں جہاں اس کو بیان کیا، آلو بیچنے والے، رکشہ چلانے والے سب نے اس کو یاد کرنا شروع کردیا۔ ابھی ڈھاکہ میں غریبوں کے محلے میں اس کو سنایا، سب نے کہا کہ بھئی! ہم کو اس قسم کی ساری دعائیں یاد کرادو، ایمان پر خاتمہ ہوجائے، اس سے بڑھ کر کیا نعمت ہوسکتی ہے۔

حسن خاتمہ کا چوتھا نسخہ

اب چوتھا نسخہ سن لیجئے۔ فتاویٰ شامی میں علامہ شامی لکھتے ہیں کہ جو

لوگ نماز سے پہلے مسواک کرتے ہیں تو مسواک کرنے والوں کو بھی مرتے وقت اللہ تعالیٰ کلمہ یاد دلا دیں گے۔مسواک کر کے جو نماز پڑھی جاتی ہے ستّر گنا تو ثواب بڑھ ہی جاتا ہے لیکن ساتھ ساتھ یہ بھی ہے کہ مسواک کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ کلمہ بھی یاد دلا دیں گے،اس میں بھی ایمان پر موت کا نسخہ موجود ہے۔

ایمان پر خاتمہ کے نسخے آپ نے سنے، یہاں تو ماشاء اللہ! اہل ایمان اور اہل ثروت حضرات موجود ہیں، دنیا کے بھی خزانے ان کے پاس ہیں لیکن اب میں قرآن کے کچھ خزانے پیش کرنا چاہتا ہوں ، اور یہ خزانے اس نے پیش کئے ہیں جس پر قرآن نازل ہوا تھا، میں نہیں پیش کر رہا بلکہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پیش کر رہے ہیں۔تین خزانے جلدی جلدی پیش کرتا ہوں۔اللہ تعالیٰ اس خزانے کی قدر کی مجھ کو بھی اور آپ کو بھی توفیق عطا فرمائے۔

مخلوق کے شر سے حفاظت کا عمل

خزانہ نمبر ایک: اس خزانے کے راوی حضرت عبداللہ ابن خبیب رضی اللہ عنہ ہیں،ترمذی شریف کی یہ روایت مشکوٰۃ کے اندر موجود ہے،فرماتے ہیں:

((خَرَجْنَا فِيْ لَيْلَةِ مَطَرٍ وَّ ظُلْمَةٍ شَدِيْدَةٍ نَطْلُبُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَدْرَكْنَاهُ))

(مشکوٰۃ المصابیح:(قدیمی)؛ کتاب فضائل القرآن؛ ص۱۸۸)

ہم بہت سخت اندھیری رات میں بارش کی حالت میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو تلاش کرتے ہوئے نکلے،پس ہم نے حضور کو پالیا تو رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے صحابی کو ایک خزانہ عطا فرمایا کہ ہماری تلاش میں تم نے اتنی تکلیف اٹھائی،لو یہ خزانہ تمہیں دیتا ہوں۔وہ خزانہ کیا ہے؟ تین تین مرتبہ قل ھو اللہ احد،قل اعوذ برب الفلق ، قل اعوذ برب الناس ،صبح اور شام یعنی فجر کے بعد اور مغرب کے بعد پڑھ لے

تَكْفِيْكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ اَیْ مِنْ كُلِّ شَرٍّ تیرے لیے ہر شر سے حفاظت ہوجائے گی۔ سانپ، بچھو، جنات، آسیب، شیطان، کالا عمل جو آج کل لوگ حسد میں کرادیتے ہیں، جس کو دیکھو سہا ہوا ہے، جہاں تجارت میں گھاٹا آیا یا دو چار دن گاہک نہیں آئے، فوراً جہاں کھوپڑی اور پنجے بنے ہوتے ہیں، وہاں پہنچ گئے کہ وہ پڑوسی جو میری بغل میں میڈیکل اسٹور والا یا جنرل اسٹور والا ہے، میری ترقی اس کو دیکھی نہیں گئی، حسد میں دکان پر بندش کرادی، کالا عمل کرادیا، لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔

دوستو! آج اگر یہ خزانہ ہمارے گھروں میں آجائے اور ہمارے بچے، بڑے، عورتیں سب پڑھیں، میں منبر سے دعویٰ کرتا ہوں، اعلان کرتا ہوں ان شاء اللہ تعالیٰ! اُس کے گھر میں نہ جنات آئیں گے، نہ آسیب آئیں گے، نہ بھوت آئے گا، نہ شیطان آئے گا، نہ کسی کا کالا عمل اثر کرے گا، نہ جادو اثر کرے گا، نہ سانپ بچھو اس کے ہاں پہنچ سکیں گے۔ ہر قسم کے شر سے آپ ان شاء اللہ بچے رہیں گے، کتنا آسان عمل ہے! میں نے حدیث کے الفاظ بھی آپ کو سنادیے ہیں۔ آج سے وعدہ کرلیجیے، اس کو اپنے بال بچوں میں، اپنے عزیز واقارب میں خوب پھیلاؤ۔ آپ کے پڑھنے کا ہم کو بھی ثواب ملے گا، اگر چھوٹے بچے ہوں تو ان پر پڑھ کر دم کردو، ان شاء اللہ وہ بھی محفوظ رہیں گے، بری نظر بھی نہیں لگے گی کہ کہنا پڑے کہ حضرت! نظر لگ گئی، میرا بچہ بڑا پیارا ہے، بڑا گورا ہے اور ایسا ہے ویسا ہے، ہنستا کھیلتا زیادہ ہے، محلے والوں نے نظر لگادی۔ ارے! اس کو پڑھو اور پڑھ کے دم کرو ان شاء اللہ کوئی بری نظر نہیں لگے گی۔ ایک خزانہ مل گیا۔

دونوں جہاں کے غموں کے لئے اللہ تعالیٰ کا کافی ہوجانا

خزانہ نمبر دو: یہ پارہ نمبر گیارہ سورۂ توبہ کی آخری آیت ہے۔

﴿حَسْبِيَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ط عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ○﴾

(سورۃ التوبۃ: آیۃ ۱۲۹)

اس کے راوی حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ، شام کے گورنر تھے۔ شیخ ولی الدین، مشکوٰۃ اسماء الرجال میں لکھتے ہیں کہ ان کی قبر دمشق میں ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کے گھر گئے تو گھر میں اندھیرا تھا اور چراغ بھی نہیں جل رہا تھا۔ اکیلے لیٹے ہوئے وظیفہ پڑھ رہے تھے، گھر میں سامان نام کی کوئی شے نہیں تھی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کی درویشی دیکھ کر رونے لگے۔ فرمایا کہ ابودرداء تم نے حق ادا کردیا کہ دنیا میں کس طرح رہنا چاہیے۔

اب میں اپنے پیارے نبی کے وہ الفاظ جو چودہ سو برس پہلے زبانِ مبارک سے نکلے تھے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زبانِ مبارک سے جو الفاظِ نبوت ادا ہوئے تھے، میں وہ الفاظ پیش کرتا ہوں، آج حضور کو ہم نہیں دیکھ سکتے مگر وہ الفاظِ نبوت جو آپ کی زبانِ مبارک سے نکلے تھے کم سے کم اس کو ہم زبان سے ادا کرلیں اور آپ کے کان ان الفاظ کو سن لیں، میری زبان مست ہو اور آپ کے کان مست ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں جو صبح شام فجر بعد مغرب بعد اس آیت کو سات مرتبہ پڑھ لے گا:

((كَفَاهُ اللّٰهُ مَا هَمَّهٗ مِنْ اَمْرِ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ))

(روح المعانی: (رشیدیہ)، ج ۱۱ ص ۴۷)

اللہ اس کو کافی ہوجائے گا جو چیزیں اسے غم میں ڈالے ہوئی ہیں؟ چاہے دنیا کا غم ہو یا آخرت کا ہو۔ اس کا ترجمہ یہ ہے: کافی ہے مجھ کو اللہ نہیں ہے کوئی معبود سوائے اس کے اسی پر میں نے بھروسہ کیا اور وہ مالک ہے عرشِ اعظم کا۔ جہاں سے سارا نظامِ کائنات کنٹرول ہوتا ہے کوئی پتا ہل نہیں سکتا، کوئی مصیبت اور راحت نہیں مل سکتی جب تک کہ وہاں سے حکم نہ آجائے لہٰذا

میں اس رب سے تعلق قائم کررہا ہوں جہاں سے بلائیں آتی ہیں، دو ہی غم ہیں دنیا میں، یا دنیا کا غم ہوگا یا آخرت کا، دونوں جہان کے غم کا اس میں علاج حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرما رہے ہیں، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

دیکھو دوستو! التحیات سیکھنے کے لیے شام سے ایک شخص مدینہ شریف گیا اور اس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے عرض کیا: یا امیر المومنین! مجھے وہ التحیات سکھا دو جو رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے آپ کو سکھائی تھی، آپ نے فرمایا اے شخص! کیا تو شام سے مدینہ صرف اسی لیے آیا ہے؟ اس نے کہا واللہ! میں اسی لیے آیا ہوں، میرا کوئی اور مقصد نہیں ہے۔ تو آپ نے فرمایا اے مدینہ والو! جنتی دیکھنا ہو تو اس شخص کو دیکھ لو۔ آج آپ کے سامنے مفت میں خزانے مل رہے ہیں ورنہ آپ کو کتنا سفر کرنا پڑتا۔

ھَمّ کی تعریف

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ھَمّ وہ غم ہے جو انسان کو پگھلا دے اَلْھَمُّ ھُوَ الْغَمُّ الَّذِیْ یُذِیْبُ الْاِنْسَانَ، ھَمّ وہ غم ہے جو انسان کو پگھلا دے، کیا یہ قرآن کا معجزہ نہیں ہے کہ اللہ کے کلام کی ایک آیت کی یہ شان ہے کہ ہمارے دنیا اور آخرت کے غم کے لیے اللہ نے ٹھیکہ لے لیا، اللہ اس کے لیے کافی ہو جائیں گے، غیب سے اس کے لیے اسباب پیدا ہوں گے۔

اور سنیے، علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابن نجار نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ جو شخص اس کو پڑھ لے گا لَمْ یُصِبْہُ کَرْبٌ وَّلَا نَکْبٌ وَّلَا غَرَقٌ نہ جلے گا، نہ ڈوبے گا اور نہ کوئی مصیبت آئے گی۔

عجیب واقعہ

حضرت محمد ابن کعب سے روایت ہے کہ ایک سریّہ روم کی طرف روانہ

ہوا، (سریّہ اسے کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جہاد کے لئے لشکر روانہ فرمایا ہو اور خود شریک نہ ہوئے ہوں، جس میں خود شریک ہوں اسے غزوہ کہتے ہیں۔ جامع) ایک صحابی کی ٹانگ ٹوٹ گئی۔ صحابہ نے ان کے گھوڑے کو ایک درخت کے نیچے باندھ دیا اور صحابی کے پاس ان کا توشہ چھوڑ کر جہاد میں آگے بڑھ گئے۔ ایک غیبی آدمی آیا، اس نے کہا بھئی تم کیسے پڑے ہو؟ کہا میری ٹانگ ٹوٹ گئی۔ کہا اچھا وہاں پر ہاتھ رکھو اور پڑھو:

﴿فَاِنۡ تَوَلَّوۡا فَقُلۡ حَسۡبِیَ اللّٰہُ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ ؕ عَلَیۡہِ تَوَکَّلۡتُ وَ ہُوَ رَبُّ الۡعَرۡشِ الۡعَظِیۡمِ ○﴾

(سورۃ التوبۃ: آیۃ ۱۲۹)

سات مرتبہ جیسے ہی پڑھا، سب تکلیف ختم، ایک دم ٹانگ کی ہڈی ٹوٹی ہوئی جڑ گئی اور گھوڑے پر کود کے چڑھے اور صحابہ سے مل گئے (روح المعانی: (رشیدیہ)؛ ج۱۱ ص ۷۳) یہ کون بیان کررہا ہے؟ تفسیر روح المعانی پیش کررہا ہوں، تیس اجزاء میں ہے، پندرہ جلدوں میں بیروت کی مطبوعہ ہے، اتنی مستند تفسیر ہے جس کو حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ بے حد پسند فرماتے تھے۔ علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اس سے زیادہ مستند تفسیر کوئی نہیں ہے۔

میں نے الہ آباد کی مسجد میں اس کو بیان کیا تو وہاں کے اسپتال میں دو مریض تھے جن کی ٹانگ ٹوٹی ہوئی تھی، ان کے والد اور دیگر اعزاء بیان میں موجود تھے۔ بیان کے بعد فوراً بھاگے، جاکے اپنے لڑکوں کے اوپر یہی آیت دم کی۔ صبح آکر خوشخبری سنائی کہ صاحب دونوں کی ٹانگ میں سارا درد ختم ہوگیا جبکہ ڈاکٹر کہہ رہا تھا، کئی روز میں جاکر یہ درد ٹھیک ہوگا۔ اللہ پر یقین ہونا چاہیے۔

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ کا معمول

اور علامہ آلوسی کو اللہ جزائے خیر دے، اس مفسر عظیم نے اس آیت کی

تفسیر میں اس واقعہ کو نقل کیا اور ساتھ ساتھ یہ بھی بیان کر دیا کہ:

((وَهٰذِهِ الْاٰيَةُ وِرْدُ هٰذَا الْفَقِيْرِ))

(روح المعانی: (رشیدیہ)، ج ۱۱ ص ۷۳)

یہ فقیر بھی اس وظیفہ پر عمل کر رہا ہے۔ اور مشکل سے ایک منٹ لگے گا، جس کو یاد نہ ہو پارہ نمبر گیارہ سورۂ توبہ کی آخری آیت یاد کر لیجیے اور اس کو پڑھ کر دعا کر لیجیے، اے اللہ! آپ کے نبی نے وعدہ کیا تھا کہ دنیا اور آخرت کا غم آپ اپنے ذمہ لے لیتے ہیں، میں نے آپ کے نبی کے وعدے پر اس کو پڑھا ہے، آپ میرے دنیا کے غم بھی دور کر دیجیے، میرے آخرت کے غم بھی دور کر دیجیے۔ سب غم اپنے ذمہ لے لیجیے، آپ میرے لیے کافی ہو جایئے۔

بتایئے اگر میں یہ خزانہ پیش نہ کرتا تو کہیں سال بھر کے بعد آپ مجھے ملتے اور پھر کون جیتا کون مرتا؟ اس لیے خزانے لے لیجیے، یہاں خزانے والے بہت ہوں گے لیکن اس خزانے کو پیش کر کے میں آخرت کا خزانہ بنا رہا ہوں اور آپ کے خزانوں کے سلامت رہنے کے بھی اس میں خزانے ہیں ورنہ جب مصیبت آتی ہے تو بڑے بڑے مال دار فٹ پاتھ پر آ جاتے ہیں۔ بمبئی کا ایک سیٹھ جو بچا ہوا کھانا گٹر میں پھنکوا دیتا تھا، آج فٹ پاتھ پر بنیانیں بیچ رہا ہے۔ اللہ کی نعمت کے ساتھ گستاخی کا یہ عذاب ہے۔

ستر ہزار فرشتوں کی دعا دلانے والا وظیفہ

اچھا اب تیسرا خزانہ سنیے، یہ تو زبردست خزانہ آ رہا ہے، آج شب قدر میں مغفرت کا معاملہ بھی ہے اور اس کا تعلق مغفرت سے ہے۔ ترمذی شریف کی بہت مضبوط روایت ہے، علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے روح المعانی میں اور مفتی شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے معارف القرآن میں اس کو نقل کیا ہے، اس کے راوی معقل ابن یسار رضی اللہ عنہ قبیلہ مزن کے رہنے والے ہیں، بَايَعَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ صلح

حدیبیہ کی بیعت جہاد میں بھی شریک تھے، سَکَنَ الْبَصَرَۃَ بصرہ میں رہتے تھے۔
یہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں جو شخص بھی صبح شام تین مرتبہ اَعُوْذُ بِاللہِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ پڑھ کر ایک مرتبہ سورۂ حشر کی درج ذیل آخری تین آیات پڑھ لے:

﴿هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَ الشَّهَادَةِ ۚ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ ○ هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَیْمِنُ الْعَزِیْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا یُشْرِكُوْنَ ○ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی ؕ یُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۚ وَ هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ○﴾

(سورۃ الحشر، آیات ۲۲، ۲۳، ۲۴)

اگر صبح پڑھ لے تو شام تک اور شام کو پڑھ لے تو صبح تک اللہ تعالیٰ ستر ہزار فرشتے اس کے لیے مقرر فرمائیں گے، جو اس کے لیے مغفرت کی دعا مانگیں گے۔

((وَكَّلَ اللّٰهُ بِهٖ سَبْعِیْنَ اَلْفَ مَلَكٍ یُّصَلُّوْنَ عَلَیْهِ))

(مشکوٰۃ المصابیح: (قدیمی)؛ کتاب فضائل القرآن؛ ص۱۸۸)

((قَالَ مُلَّا عَلِیْ قَارِیْ: اَیْ یَسْتَغْفِرُوْنَ لِذُنُوْبِهٖ))

(مرقاۃ المفاتیح: (رشیدیہ)؛ کتاب فضائل القرآن؛ جز ۵ ص ۵۲)

بندہ سو رہا ہے اور ستر ہزار فرشتے اس کے لیے مغفرت کی دعا کر رہے ہیں۔
لہٰذا اس کو بھی روزانہ صبح شام پڑھیے۔

ایک تبلیغی دوست کہتا تھا کہ میں صبح فجر کے بعد پہلے یہی عمل کرتا ہوں اور ستر ہزار فرشتوں کو اپنی مغفرت مانگنے کی ڈیوٹی پر لگا کر پھر چائے پیتا ہوں۔ انسان ہو کر فرشتوں کو اپنی ڈیوٹی پر لگا رہا ہے۔ واہ! کیا یہ قرآن کا خزانہ نہیں ہے؟ قرآن کا معجزہ ہے کہ ستر ہزار نورانی، معصوم، بے گناہ مخلوق، گنہگار بندوں

کے لیے ڈیوٹی پر لگے ہوئے ہیں۔ آپ سو رہے ہیں اور ستر ہزار فرشتے آپ کے لئے دعا مانگ رہے ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے انتقال کا واقعہ

اور ایک بشارت اس میں اور چھپی ہے، اگر اس دن انتقال ہوگیا، اگر کہہ رہا ہوں لیکن اسی دن انتقال نہیں ہوجائے گا یعنی اس وظیفہ کو پڑھتے پڑھتے آپ اسّی برس کے ہوگئے، اب ایک نہ ایک دن تو جانا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بھی تو روح قبض کرنے کے لیے عزرائیل علیہ السلام آئے تھے تو انہوں نے کہا کہ کہیں کوئی اپنے گاڑھے دوست کی جان بھی لیتا ہے؟ جاؤ! واپس جاؤ۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عزرائیل علیہ السلام کو واپس کردیا، تو عزرائیل علیہ السلام نے کہا کہ اللہ میاں! آپ کا خلیل کہہ رہا ہے کہ کہیں کوئی دوست اپنے دوست کی جان نکالا کرتا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جاؤ! تم میرے خلیل، ابراہیم سے کہہ دو کہ کہیں کوئی دوست اپنے دوست کی ملاقات سے گھبراتا ہے؟ دیکھا عنوان بدل گیا، تسلی ہوگئی پھر آپ نے روح قبض کرنے کی اجازت دے دی، تو عنوان سے بہت فرق پڑ جاتا ہے۔

لوگ کہتے ہیں کہ صاحب! حقیقت بیان کرنے میں کیا ڈر ہے؟ حق بات کہو چاہے صحابی کی شان میں گستاخی ہوجائے، چاہے نبی کی شان میں گستاخی ہوجائے، یہ بیوقوفی اور گدھا پن ہے۔ ذرا اپنی اماں سے کہو کہ اے میرے ابا کی بیوی! ناشتہ لاؤ۔ دیکھیں کہ ناشتہ دیتی ہے یا ڈنڈا دیتی ہے، حق بات تو ہے، ہے تو تمہارے باپ کی بیوی لیکن عنوان بدل جانے سے تعبیر غلط ہوگئی، اس لیے دوستو! ادب بڑی چیز ہے۔

اس لیے میں نے عرض کردیا کہ بعض وقت سمجھنے میں غلطی ہوجاتی ہے،

کہیں کوئی یہ سمجھ لے کہ مولانا کہہ رہے ہیں اس کو پڑھتے ہی موت آ جائے گی، موت نہیں آئے گی، وَاِنْ مَّاتَ فِيْ ذٰلِكَ الْيَوْمِ مَاتَ شَهِيْدًا تو اگر اس وظیفہ کو پڑھا اور اس دن میں انتقال ہو گیا تو شہید مرے گا، شہادت کا درجہ اس کو ملے گا، سمجھ گئے آپ لوگ! سمجھنے میں غلطی نہ کرنا۔ جیسے دہلی کی جامع مسجد میں جب امام نے تراویح میں سورۂ یٰسٓ پڑھی تو ایک خان صاحب نیت توڑ کر بھاگے اور بے تحاشا بھاگے، گھر پہنچے تو سانس پھول گئی اور جا کر لیٹ گئے، بیوی سے کہا کہ جلدی چادر اوڑھا دو۔ کہا کہ کیا بات ہے؟ کہا آج تو امام نے وہ سورت پڑھ دی جو روح نکالنے کے وقت پڑھی جاتی ہے، میں تو ڈرا کہیں میری روح نہ نکل جائے، اس لیے مسجد سے بھاگ آیا، یہ بیوقوفی ہے یا نہیں؟ اس لیے میں نے اس کی وضاحت کر دی کہ روح جو ہے اپنے وقت پر ہی نکلے گی لیکن شہادت کی موت ہوگی۔

سر میں درد ہو تو اس کے لئے وظیفہ

تین خزانے مل گئے آپ کو، تین خزانوں کا آپ سے وعدہ تھا، چوتھا بے وعدہ دے رہا ہوں، کیوں صاحب! ایک آدمی نے کہا تھا کہ میں آپ کو دس ہزار دوں گا لیکن آپ کو بیس ہزار دیدے تو کیا آپ کہتے ہیں کہ تم نے تو دس ہزار کا وعدہ کیا تھا؟ کہیں گے بھئی تم بے وعدہ جتنا چاہو دیدو، تو ایک خزانہ بے وعدہ بھی لے لیں، تین آیتیں جو سورہ حشر کی ہیں، اس سے پہلے لَوْ اَنْزَلْنَا والی آیت جب نازل ہوئی:

﴿لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ۔۔۔۔۔وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ○﴾

(سورۃ الحشر: آیات ۲۱ تا ۲۴)

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب جبرئیل علیہ السلام لَوْ اَنْزَلْنَا سے سورہ حشر کے آخر تک کی آیتیں لے کر نازل ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا

کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم!

((ضَعْ يَدَكَ عَلٰى رَأْسِكَ فَإِنَّهَا شِفَاءٌ مِّنْ كُلِّ دَاءٍ
إِلَّا السَّامَ وَالسَّامُ الْمَوْتُ))

(روح المعانی: (رشیدیہ)، ج ۲۸ ص ۳۶۰)

اپنا دست مبارک اپنے سر پر رکھ لیجیے، اور ان آیتوں کو پڑھیے، جب آپ پڑھ چکے تو جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ آیتیں ہر مرض کی شفا ہیں، سوائے موت کے۔

حضرت والا کا عشقِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

اب ایک محبت کی بات بتاتا ہوں، عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ جو چھٹے مسلمان ہیں ان کی شان یہ تھی کہ علامہ شیخ ولی الدین، صاحبِ مشکوٰۃ اسماء الرجال میں لکھتے ہیں كَانَ يَشْبَهُ بِالنَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، اس صحابی کی شکل حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شکل سے بالکل ملتی تھی۔ اللہ اللہ! کاش کہ ہم عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ ہی کو دیکھ لیتے، جب میں اس کو بیان کرتا ہوں تو میرے دل سے ایک آہ نکلتی ہے اور یہی سوچتا ہوں کہ اگر رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اختر نے نہیں دیکھا، کاش کہ عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ ہی کو دیکھ لیتا، شکل میں تو مشابہ ہیں، محبت میں تو بھئی یہی دل چاہتا ہے۔ بہرحال حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس کے سر میں درد رہتا ہو إِنَّ هٰذِهٖ رُقْيَةُ الصُّدَاعِ سر درد کا بہترین وظیفہ ہے، لہٰذا جب کسی کے سر میں درد ہو، بیوی کے سر میں درد ہو، نہ جا رہا ہو تو اللہ کے کلام کو اس کے سر پر ہاتھ رکھ کے خود پڑھ لو اور اسے بھی یاد کرادو، تو یہ چار خزانے آپ کو مل گئے۔ بس دعا کیجیے اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدِنِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ
وَاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

یااللہ! اپنی رحمت سے آج کی رات ستائیسویں رات ہے، تفسیر روح المعانی کے حوالے سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے موقف ومسلک کے اعتبار سے آج کی رات میں کوئی شک نہیں کہ آج شبِ قدر ہو لہٰذا گمان غالب رکھتے ہوئے اے اللہ! ہم امید رکھتے ہیں کہ آج کی رات میں ہم سب کے گناہوں کو آپ اپنی رحمت سے معاف فرمادیں گے۔ اے اللہ! آپ کریم ہیں، آپ بلاصلاحیت اور بلا قابلیت اپنی نعمتیں عطا کرتے ہیں ،ہم سب آپ سے اولیائے صدیقین کی حیات مانگتے ہیں، اے اللہ انہیں کی حیات و وفات مانگتے ہیں،اے اللہ! ہم سب کے گناہوں کو معاف فرمادیجیے، اے اللہ! ہماری نافرمانیوں سے درگذر فرمادیجیے، یااللہ! اپنی رحمت سے ہمارے جتنے گناہ ہیں سب کو معاف بھی فرمادیجیے اوران کے نقصانات لازمہ ومتعدیہ کی اپنی شانِ کرم کے شایانِ شان تلافی بھی فرمادیجیے۔اے اللہ! قیامت کے دن ہمیں بے حساب مغفرت مقدر فرمادیجیے، بے حساب بخشش مقدر فرمادیجیے،اے اللہ آپ بے حساب بخشش کا ہمارے لیے فیصلہ فرمادیجیے، یااللہ! اپنی رحمت سے ہم سب کو اللہ والا بنادیجیے۔ ہمیں نفس وشیطان کی غلامی سے چھڑا کر ہم سب کو اللہ والا بنادیجیے۔ یااللہ! اپنا خاص مقبول ومحبوب بنادیجیے۔اے اللہ! ہم میں سے جو بھی مقروض ہیں، ہم سب کے قرضوں کی ادائیگی فرمادیجیے۔ہم میں سے جس کے لڑکے نالائق ہیں، ان کو لائق بنادیجیے، نیک اور اللہ والا بنادیجیے، ہم میں سے جس کی بیوی پریشان کرتی ہو اس کو صالحہ، نیک اور شوہر کی فرمانبردار بنادیجیے، اے اللہ! ہم میں سے جو شوہر نالائق ہے اور اپنی بیوی کو ستارہا ہو اس کو لائق اور اللہ والا بنادیجیے، اس کو اپنی بندی پر رحم دل بنادیجیے۔ یااللہ! ہم میں سے جس کو کوئی بیماری ہو، روحانی ہو یا جسمانی، علاج سے اچھا نہ ہو رہا ہو، اے اللہ ہم سب کو صحتِ کاملہ نصیب فرمائیے اور کسی کو ہم میں سے کوئی گناہ کی عادت ہو، وہ عادت چھوٹ نہ رہی ہو ہم سب کو تمام گناہوں سے توبہ نصیب فرما کر

اللہ والی زندگی نصیب فرمائیے، اللہ اس مبارک رات میں جتنی بھی دعائیں ہم سب کے دلوں میں ہیں، اے اللہ! اپنے علم کے اعتبار سے ہم سب کی تمام حاجتیں پوری فرما دیجیے، اے اللہ! سارے عالم کے مسلمانوں پر رحمت نازل فرما دیجیے۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّآ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا سَئَلَكَ مِنْهُ عَبْدُكَ وَ نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ نَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَ مِنْهُ عَبْدُكَ وَ نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْتَ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَيْكَ الْبَلَاغُ

وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ

وَاٰخِرُ دَعْوَانَآ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔

وَ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَ صَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ

بِرَحْمَتِكَ يَآ اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ

دیکھو! ایک دعا ہے جس کو میں نے حرمِ کعبہ شریف کے اندر دیکھا کہ سات ولی، احرام باندھے ہوئے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگ رہے تھے جس میں سارے عالم کے مسلمانوں کے لیے دعا تھی اور ایسا مست ہو کر مانگ رہے تھے، میں نے ان کو بعد میں بہت تلاش کیا لیکن پھر نہیں ملے، جس سے میرا عقیدہ یہ ہوا کہ کوئی غیبی جماعت ہے، عالمِ غیب سے اللہ کبھی ابدال و اقطاب بھیج دیتا ہے، کعبہ تو ایسی جگہ ہے جہاں بڑے بڑے ولی اللہ پہنچ جاتے ہیں، تو ان کے مضمونِ دعا کا جب میں نے علماء سے مشورہ لیا تو سب نے یہی کہا کہ یہ اللہ کے کوئی خاص ولی تھے۔ یہ جو دعا کر رہے تھے اس کو ہم بھی مانگ لیتے ہیں۔ آپ لوگ بھی میرے ساتھ مانگ لیں:

((يَآ اِلٰهَ الْعٰلَمِيْنَ تُبْ عَلَيْنَا اَجْمَعِيْنَ))

کیا مطلب ہوا اے ہر ہر عالم کے خدا! جتنے عالم ہیں بعض روایت میں اٹھارہ ہزار عالم ہیں، اے ہر ہر عالم کے خدا تُبْ عَلَيْنَا اَجْمَعِيْنَ ہر ہر

عالم پر رحم فرما دیجیے، اس میں سمندر کی مچھلیوں کے لیے، چیونٹیوں کے لیے، کافروں کے ایمان کے لیے اور جو مسلمان ہیں، ان کے متقی بننے کے لیے جو جس مصیبت میں ہے، سارے عالم کے لیے، تمام کائنات کے لیے اس کے اندر دعا ہے۔ آج مبارک رات ہے دوستو! اپنے لیے، اپنے محلے والوں کے لیے، اپنے مرشد کے لیے مانگ لینا، یہ کمال نہیں ہے جو ساری کائنات کے لیے دعا کرتا ہے اللہ کے ہاں اس کا کتنا بڑا درجہ ہوگا۔

اسی سے میں نے سمجھا اور علماء نے بھی فرمایا کہ یہ جماعت جو تھی، بہت خاص جماعت تھی ورنہ سارے عالم کا غم بڑے درجے کے اولیاء اللہ کے علاوہ کس کو ہوتا ہے؟ ابدال سے کم کو تو ہوتا نہیں ہے، اس لیے جس طرح سے انہوں نے دعا مانگی تھی اس طرح سے میں یہ دعا سات مرتبہ پڑھتا ہوں، میں پہلے پڑھوں گا، آپ خاموشی سے سنیے گا، اس کے بعد آپ اس کو پڑھیں گے کیونکہ ان کا بھی اسی طرح سے ایک امیر تھا، وہ پہلے پڑھتا تھا اور کعبہ دیکھتا جاتا تھا، ایسا ایمان ان کا تھا کہ جیسے خدا کو دیکھ رہے ہوں، جب وہ پڑھتے تھے اس طرح سے پڑھتے تھے جیسے اللہ کو دیکھ رہے ہوں، اس لیے میں اس کی نقل، کعبہ کی دعا کی نقل آج اس مبارک رات میں اس مسجد کے اندر کرنا چاہتا ہوں، سات سات مرتبہ دعا ہوگی اور بہت مختصر سی دعا ہے:

يَا إِلٰهَ الْعٰلَمِيْنَ تُبْ عَلَيْنَا أَجْمَعِيْنَ

يَا إِلٰهَ الْعٰلَمِيْنَ تُبْ عَلَيْنَا أَجْمَعِيْنَ

يَا إِلٰهَ الْعٰلَمِيْنَ تُبْ عَلَيْنَا أَجْمَعِيْنَ

يَا إِلٰهَ الْعٰلَمِيْنَ تُبْ عَلَيْنَا أَجْمَعِيْنَ

يَا إِلٰهَ الْعٰلَمِيْنَ تُبْ عَلَيْنَا أَجْمَعِيْنَ

يَا إِلٰهَ الْعٰلَمِيْنَ تُبْ عَلَيْنَا أَجْمَعِيْنَ

يَا إِلٰهَ الْعٰلَمِيْنَ تُبْ عَلَيْنَا أَجْمَعِيْنَ